قیام تعظیم

تالیف

الشاہ مفتی غلام سرور قادری

مرکزی ادارہ مصباح القرآن لاہور

کسی بزرگ کی تعظیم کیلئے کھڑے ہونیکے جواز پر نہایت ہی مدلل کتاب

مسئلہ قیامِ تعظیم

تالیف

الشاہ مفتی غلام سرور قادری مؤسس و مہتمم جامعہ غوثیہ مین مارکیٹ گلبرگ لاہور
رکن مرکزی زکوٰۃ کونسل و مشیر وفاقی شرعی عدالت (پاکستان)

ناشر

مرکزی ادارہ مصباح القرآن
جامعہ غوثیہ گلبرگ، جامعہ رضویہ سنٹرل کمرشل مارکیٹ ماڈل ٹاؤن
لاہور (پاکستان)۔
فون - ۸۷۲۳۹۶

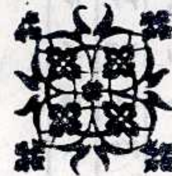
نام کتاب ________ مسئلۂ قیامِ تعظیم
تالیف ________ الشاہ مفتی غلام سرور قادری
صفحات ________ ۴۸
طباعت باراول ________ جولائی ۱۹۸۷ء
تعداد ________ گیارہ سو
ناشر ________ مرکزی ادارہ مصباح القرآن پاکستان (لاہور)
کتابت ________ حافظ محمد اعجاز قادری
مطبع ________ اردو آرٹ پریس لاہور۔
قیمت ________ ۶/ روپے
توزیع ________ جامعہ غوثیہ مین مارکیٹ گلبرگ لاہور۔

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْكَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ



صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ
واصحابہٖ وبارک وسلّم۔

قیامِ تعظیم جائز ہے یا حرام ؟

کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ میں کہ کسی شخص کے احترام میں کھڑا ہونا جائز ہے یا نہیں ؟ تلاوت کے دوران بھی تلاوت موقوف کر کے کسی کے احترام میں کھڑے ہو سکتے ہیں یا نہیں ۔ ایک صاحب نے یہاں بیان بھی کیا اور پمفلٹ بھی شائع کیا کہ "قیامِ تعظیم حرام ہے"۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ کی تعظیم کیلئے کھڑے نہیں ہوتے تھے ۔ اور آپ نے فرمایا کہ عجمیوں کی طرح کھڑے نہ ہوا کرو۔

(قرآن وسنّت واجماع کی روشنی میں وضاحت فرمائیں)

السائلین !

حوالدار کلرک (ریٹائرڈ)

محمد کلیم سُلہری ، مرزا آصف بیگ

ھیوی ریبلڈ فیکٹری (پی - ۷۱۱)

ٹیکسلا کینٹ (راولپنڈی)

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

آنے والے کی تعظیم کیلئے کھڑا ہونا نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے جب کہ ایسے شخص کی تعظیم کیلئے کھڑے ہوں جو تعظیم کا مستحق ہے مثلاً عالمِ دین ہے یا والدین یا استاذ جس سے دین کا علم حاصل کرتے ہیں یا صحیح العقیدہ صالح ہے۔ اگر کوئی شخص مسجد میں بیٹھا ہے یا قرآن کریم کی تلاوت کر رہا ہے اور ایسا شخص آگیا جس کی تعظیم کرنی چاہئے تو اس حالت میں بھی تعظیم کیلئے کھڑے ہو سکتے ہیں۔ لیکن کسی شخص کا یہ خواہش کرنا کہ لوگ اس کیلئے کھڑے ہوں اچھا نہیں ہے۔ حدیث شریف میں اس قسم کی خواہش اور اس پر قیام کی ممانعت آئی ہے اور اسکی بھی مذمت و ممانعت فرمائی گئی ہے کہ کوئی شخص بیٹھا ہو اور لوگ اسکی تعظیم کیلئے اسکے آس پاس کھڑے ہوں۔ البتہ جہاں اس بات کا اندیشہ ہو کہ اگر تعظیم کیلئے کھڑے نہ ہوئے تو اس شخص کے دل میں بغض و عداوت پیدا ہو سکتی ہے خصوصاً جہاں قیام (کھڑے ہونے) کا رواج ہو تو وہاں قیام کرنا چاہئے تاکہ مسلمان کو بغض و عداوت سے بچایا جائے۔

احادیثِ مبارکہ

حکمِ قیام

(۱) عَنْ اَبِیْ سعید الخدری قَال اِنَّ اَھلَ قریظۃ نَزَلُوا عَلیٰ حُکمِ سَعدٍ فَاَرسل النبی صلی اللہ علیہ وسلم الیہ فجاء فقال قُومُوا الیٰ سَیِّدِکُم او قَال خَیرِکُم۔ (صحیح البخاری ج۲ ص۹۲۲، صحیح مسلم ج۲ ص۹۵، ابی داؤد ج۲ ص۳۵۳، مسند امام احمد ج۳ ص۲۲)	حضرت ابوسعید خدری سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ بنو قریظہ حضرت سعد کے فیصلہ پر (راضی ہو کر حصار سے) نیچے اترے تو حضور نے حضرت سعد کو بلا بھیجا تو وہ حضور کی خدمت میں آئے تو آپ نے فرمایا کہ تم اپنے سردار کی تعظیم کو کھڑے ہو جاؤ یا فرمایا کہ تم اپنے بہتر شخص کیلئے اٹھو۔

اختلافِ الفاظ صحیح مسلم میں اس قدر الفاظ زیادہ ہیں۔

فجاء علیٰ حِمار فلمّا دنا قریبًا من المسجد (۹۰) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للانصار قوموا الخ	تو حضرت سعد گدھے پر سوار ہو کر آئے تو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلّٰی کے قریب ہوئے تو آپ نے انصار سے فرمایا کہ تم اپنے سردار کی طرف کھڑے ہو جاؤ۔

اور صحیح ابی داؤد میں الفاظ اسقدر زائد ہیں۔

لما نزلوا فجاء علیٰ حمار اقمر فجاء حتیٰ قعد الیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔	جب بنی قریظہ حضرت سعد کے ہوئے تو حضرت سعد ایک سفید گدھے پر سوار ہو کر آئے تو وہ حضور کے پاس آکر بیٹھ گئے۔

بہرصورت ان سب حدیثوں کے جملہ الفاظ کا قدر مشترک یا موضوع ایک ہی ہے کہ حضور صلی

حضرت ابوسعید خدریؓ کا تعارف

اس حدیث کے راوی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور اس حدیث میں ایک دوسرے صحابی حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ کا ذکرِ خیر بھی ہے جن کی تعظیم کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو کھڑے ہونے کا حکم دیا لہٰذا ہم اسی ترتیب سے ان دونوں کا تعارف قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ اس کے بعد حدیث کی تشریح اور تفسیر پیش کی جائیگی۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا اسمِ گرامی سعد بن مالک انصاری ہے آپکو جنگِ احد کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تاکہ انہیں مجاہدین میں شامل کیا جائے۔ لیکن آپ اس وقت تیرہ سال کے تھے۔ لہٰذا انکے صغیر سن ہونے کی وجہ سے انہیں شریکِ جہاد ہونیکی اجازت نہ دی گئی اور آپکے والد ماجد حضرت مالک بن سنان شریک جہاد ہوئے اور شہید ہو گئے۔ اور حضرت ابوسعید خدری باقی تمام جنگوں میں شریک رہے اور پہلی جنگ جسمیں آپ شریک ہوئے وہ غزوۂ بنی مصطلق تھا آپ اس وقت پندرہ برس کے تھے اور ۷۴ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فقہاء صحابہ میں شمار ہوتے ہیں اور آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حدیثیں روایت کرنے والوں میں سے ہیں۔ اور امام ابن اثیر جزری فرماتے ہیں کہ حضرت ابوسعید خدری جس پہلی جنگ میں شریک ہوئے وہ غزوۂ خندق ہے پھر بارہ

اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام کو حکم دیا کہ وہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی تعظیم و تکریم کا اس

سال تک مسلسل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں شریک ہوتے رہے۔

درسِ بے نیازی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد کا انتقال ہوا تو انہوں نے وراثت میں کوئی مال نہیں چھوڑا تھا۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ ارادہ لیکر حاضر ہوا کہ آپ کی خدمت میں اپنی غربت و مسکینی کا اظہار کرونگا اور کچھ طلب کروں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھتے ہی اس سے پہلے کہ میں کچھ عرض کرتا (آپ تو میرے دل کے اس خیال سے پہلے ہی مطلع تھے) فرمایا "جو شخص سوال کرنے سے گریز کریگا اور بے نیاز رہیگا اللہ تعالیٰ اسے بے نیاز کر دیگا۔ اور جو شخص سوال کرنے سے بچنے کی کوشش کریگا خدا تعالےٰ اسے بچا لیگا" میں نے دل میں سمجھ لیا کہ یہ نصیحت صرف میرے لئے ہے لہٰذا میں سوال کئے بغیر واپس لوٹ آیا۔ (اسد الغابہ)

حق گوئی و بیباکی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

لَا یَمْنَعَنَّ اَحَدَکُمْ مَخَافَۃُ النَّاسِ اَنْ یَتَکَلَّمَ بِالْحَقِّ اِذَا رَاٰہُ اَوْ عَلِمَہٗ (الاصابہ ج۲ ص۳۵)	تم میں سے کوئی شخص جب حق کو دیکھ لے یا جان لے لوگوں کے خوف کی وجہ سے اس کے اظہار سے باز نہ رہے۔

آپ داڑھی مبارک کو مہندی لگاتے تھے آپ سے بہت سی احادیث مروی ہیں ۷۴ھ کو جمعہ کے دن آپ کا وصال ہوا اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ رضی اللہ عنہ

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ قبیلہ بنی عبد الاشہل سے تھے۔ آپ کی والدہ کبشہ بنت رافع رضی اللہ عنہا تھیں اور اسلام لاکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شرفِ صحابیت سے مشرف ہوئیں۔ حضرت سعد بن معاذ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام لائے جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کے مسلمانوں کی تعلیم کی خدمات سونپی تھیں۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے اسلام لانے کے بعد اپنے قبیلہ

طرح مظاہرہ کریں کہ اٹھیں اور آگے بڑھ کر ان سے ملیں۔

بنی عبد الاشہل کے لوگوں سے فرمایا کہ تمہارے مردوں اور عورتوں سے میرے لیئے اس وقت تک کلام حرام ہے جب تک وہ مسلمان نہ ہو جائیں چنانچہ آپکے قبیلہ کے تمام مرد و عورتیں اسلام لے آئے۔ اس طرح آپ کا اسلام لانا اسلام کیلئے بہت بڑی برکت کا باعث ہوا۔ غزوۂ خندق میں آپ زخمی ہو گئے اور بعد میں وہ زخم خراب ہو گیا جس سے آپ ۵ھ کو جاں بحق ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سعد بن معاذ کی موت سے عرشِ الٰہی میں جنبش آگئی اور ان کے جنازہ میں ستر ہزار فرشتے شامل ہوئے اور فرشتوں نے ان کے جنازہ کو اٹھایا۔

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ایسا خوبصورت ریشمی رومال پیش کیا گیا کہ لوگ اس کی خوبصورتی پر تعجب کر رہے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس پہ تعجب کر رہے ہو؟ جنت میں سعد بن معاذ کیلئے جو رومال ہیں وہ اس رومال سے کہیں زیادہ خوبصورت ہیں۔ (الاصابہ ج۲ ص۳۷ ، اسد الغابہ ج۳ ص۳۰۶)

مذکورہ بالا حدیث کی تشریح

امام کرمانی

امام کرمانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۸۶ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ!

وَفِيهِ اسْتِحْبَابُ الْقِيَامِ عِنْدَ دُخُولِ الْأَفْضَلِ وَهُوَ غَيْرُ الْقِيَامِ الْمَنْهِيِّ عَنْهُ لِأَنَّ ذٰلِكَ بِمَعْنَى الْوُقُوفِ وَهٰذَا بِمَعْنَى النُّهُوضِ۔

(الکرمانی شرح البخاری جلد ۲۲ صفحہ ۹۸)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بزرگوں کی آمد پر انکی عزت و احترام کیلئے کھڑا ہونا باعث اجر و ثواب ہے اور یہ وہ قیام (کھڑا رہنا) نہیں جس سے منع کیا گیا ہے۔ کیونکہ قیام ممنوع کھڑا رہنے کے معنی میں ہے۔ اور یہ کھڑا ہونا ہے۔

امام کرمانی کا مطلب واضح ہے کہ بزرگوں کی آمد پر کھڑا ہونا مستحب ہے اور یہ کہ جس قیام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا یہ وہ قیام ہے کہ بزرگ بیٹھے ہوں اور دوسرے لوگ ان کے احترام میں کھڑے رہیں۔ اور یہ قیام جس کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا یہ صرف کھڑا ہونا ہے کھڑا رہنا نہیں کھڑا ہونا اور کھڑا رہنا ہر دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ کھڑا ہونا جائز اور کھڑا رہنا ناجائز یعنی اس سے مراد عجمیوں کی طرح اپنے بڑوں کے سامنے کھڑا رہنا ہے۔

امام نووی

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے امام محی الدین یحییٰ بن شرف نووی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۷۶ھ شرح مسلم میں فرماتے ہیں کہ!

فِيهِ إِكْرَامُ أَهْلِ الْفَضْلِ وَتَلَقِّيهِمْ بِالْقِيَامِ لَهُمْ إِذَا أَقْبَلُوا هٰكَذَا احْتَجَّ بِهِ جَمَاهِيرُ الْعُلَمَاءِ لِاسْتِحْبَابِ الْقِيَامِ قَالَ الْقَاضِي وَلَيْسَ هٰذَا مِنَ الْقِيَامِ الْمَنْهِيِّ عَنْهُ وَإِنَّمَا ذَاكَ فِيمَنْ يَقُومُونَ عَلَيْهِ وَهُوَ جَالِسٌ وَيَمْثُلُونَ قِيَامًا طُولَ جُلُوسِهِ قُلْتُ الْقِيَامُ لِلْقَادِمِ مِنْ أَهْلِ الْفَضْلِ مُسْتَحَبٌّ وَقَدْ جَاءَ فِيهِ أَحَادِيثُ وَلَمْ يَصِحَّ فِي النَّهْيِ عَنْهُ شَيْءٌ صَرِيحٌ۔

(شرح مسلم امام نووی جلد ۲ صفحہ ۹۹)

اس حدیث میں بزرگوں کی تعظیم کا سبق ہے اور اس بات کی تعلیم بھی کہ جب وہ آئیں تو انکو کھڑے ہو کر ملنا چاہیئے جمہور علماء نے قیام تعظیمی کے مستحب ہونے پر اس حدیث سے اسی طرح دلیل لی ہے امام قاضی عیاض نے فرمایا کہ یہ وہ قیام نہیں ہے جس سے منع کیا گیا ہے جس قیام سے منع کیا گیا ہے وہ اس شخص کے بارے میں ہے کہ لوگ اس کے آگے کھڑے رہیں اور وہ بیٹھا رہے جب تک بیٹھا رہے لوگ کھڑے رہیں میں (امام نووی) کہتا ہوں کہ آنے والے بزرگ کیلئے کھڑا ہونا باعث ثواب ہے اور یہ کئی ایک احادیث میں آیا ہے اور اسکی ممانعت میں کوئی واضح چیز صحیح طریقے سے وارد نہیں ہوئی۔

امام قسطلانی

امام ابو العباس شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی علیہ الرحمۃ متوفی ۹۲۳ھ شرح بخاری میں اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ!

توقيرًا واكرامًا لَهُ فَفِيهِ إِكْرَامُ أَهْلِ الْفَضْلِ مِنْ عِلْمٍ أَوْ صَلَاحٍ أَوْ شَرَفٍ بِالْقِيَامِ لَهُمْ (الی ان قال) كَأَنَّهُ قِيلَ قُومُوا وَاذْهَبُوا إِلَيْهِ تَلَقِّيًا وَكَرَامَةً يَدُلُّ عَلَيْهِ تَرَتُّبُ الْحُكْمِ عَلَى الْوَصْفِ الْمُشْعِرِ بِالْعِلِّيَّةِ فَإِنَّ قَوْلَهُ إِلَى سَيِّدِكُمْ عِلَّةٌ لِلْقِيَامِ لَهُ وَلَيْسَ ذٰلِكَ إِلَّا لِكَوْنِهِ شَرِيفًا كَرِيمًا عَلِيَّ الْقَدْرِ۔

(ارشاد الساری شرح صحیح البخاری جلد ۹ صفحہ ۱۵۲-۱۵۳)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سعد کی تعظیم و توقیر کو کھڑے ہو جاؤ اسی حدیث میں اس بات کا سبق ہے کہ علم، نیکی اور بزرگی والے حضرات کے احترام میں کھڑا ہونا اچھی بات ہے گویا کہ فرمایا گیا کہ اسکی تعظیم و تکریم کیلئے کھڑے ہو اور اسکی طرف آگے بڑھو حکم کا وصف پر ترتب جو علت ہونے کو ظاہر کر رہی ہے قیام تعظیمی کی دلیل ہے۔ پس بلاشبہ آپکا فرمان "سردار کی طرف" ان کیلئے قیام کرنے کی علت اور وجہ ہے۔ اور یہ کہ ایسے بزرگ و عظیم المرتبت ہونے کی وجہ سے ہی ہے۔

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بزرگوں کے احترام میں کھڑا ہونا نہ صرف اچھی بات ہے بلکہ باعث اجر و ثواب ہے۔ خواہ بزرگی علم کی وجہ سے ہو یا نیکی و تقویٰ نے حضور

صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو نہ صرف حضرت سعد کی تعظیم واحترام کیلئے کھڑے ہونے کا حکم دیا بلکہ آگے بڑھ کر انکی تعظیم وتکریم کا مظاہرہ کرنے کا ارشاد فرمایا۔ گویا جب کوئی بزرگ تشریف لائیں عالمِ دین ہوں یا متقی وپرہیزگار وشریعت کا پابند انکی تعظیم وتکریم کیلئے آگے بڑھنا اور خیر مقدم کرنا چاہیئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں نہ فرمایا کہ کھڑے ہو اور آگے بڑھو بلکہ فرمایا اپنے سیّد کیلئے کھڑے ہو گویا سیّد ہونا ان کے لئے قیام کا سبب ہے۔

سیّد کی دو قسمیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ کو سید فرمایا کیونکہ حضرت سعد بن معاذ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام میں سے ایک بڑے عالم وفقیہہ ومفتی تھے۔ معلوم ہوا کہ صحیح العقیدہ سنّی عالمِ دین سیّد ہوتا ہے یہ سید ہونا فضیلتِ علمیہ کی بناء پر ہے اس کو سیادتِ علمیہ کہتے ہیں۔ جیسا کہ ہم آگے چل کر اس کا حوالہ بھی پیش کرینگے۔ دوسری سیادتِ نسبیہ ہے یعنی نسب کے اعتبار سے سید ہونا جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلۂ نسب سے تعلق رکھنے والے حضرات سید کہلاتے ہیں۔ اور ان دونوں سیادتوں میں سے سیادتِ علمیہ کا مرتبہ اونچا ہے۔ یعنی ایک عالمِ دین کا مقام اس شخص سے جو عالم نہیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلۂ نسب سے ہونیکی وجہ سے سیّد کہلاتا ہے کئی درجے بلند ہے یعنی ایک صحیح العقیدہ عالم جو علم کی وجہ سے سیّد ہے سیّدِ نسبی غیر عالم سے بہت ہی افضل واعلیٰ ہے۔ فتاویٰ درمختار میں ہے۔

شَرَفُ العِلمِ فَوقَ شَرَفِ النَّسَبِ وَالمَالِ۔

یعنی علم کی شان نسب اور مال کی شان سے بلند ہے۔

فتاویٰ شامی میں امام ابنِ عابدین شامی لکھتے ہیں کہ!

فالعالم العجمی یکون کفوا للجاھل العربی والعلویۃ (وقال ایضا) والعالم الفقیر یکون کفوا للغنی الجاھل و

پس عالم غیر عربی، غیر عالم عربی کی اور سید زادی کی کفو ہے۔ (یعنی عالمِ دین سیّدہ سے اسکے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے تو ولی سید اعتراض نہیں کرسکتا کیونکہ

کتب العلماء طافحۃ بتقدم العالم علی القرشی ولم یفرق سبحانہ بین القرشی وغیرہ فی قولہ ''وھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون۔

(فتاویٰ شامی ج۳ صد۹۲)

علم کا شرف خاندانی شرف سے اونچا ہے) اور نادار عالم، غیر عالم مالدار کی کفو ہے اور علماء کی کتابوں میں کثرت سے ایسے حوالے موجود ہیں۔ کہ عالم کا درجہ سید سے بلند ہے اور اللہ تعالٰی نے اپنے فرمان ''کیا عالم اور غیر عالم برابر ہوسکتے ہیں؟'' میں سیّد اور غیر سیّد کا فرق روا نہیں رکھا۔

علامہ امام شامی کے ارشاد گرامی کا خلاصہ یہ ہے کہ عالم کا درجہ غیر عالم سے اونچا ہے۔ خواہ غیر عالم مالدار ہو یا سیّد ہو یا قرشی ہو۔ غنی اور سید کی بیٹی جو عاقلہ بالغہ ہو اپنے ولی و وارث کی اجازت کے بغیر عالم دین سے نکاح کرلے تو غنی اور سید یہ اعتراض نہیں کرسکتا کہ انکی بیٹی نے غیر کفو میں ہماری اجازت کے بغیر نکاح کرلیا ہے لہٰذا اس نکاح کو کالعدم قرار دیا جائے کیونکہ عالم کا مقام غنی اور سید سے اونچا ہے لہٰذا یہ بات ان کے خاندان کیلئے باعثِ عار نہیں بلکہ قابلِ فخر اور باعثِ شرف ہے اس لیئے کہ عالم بھی سیّد ہے بلکہ سیادتِ علمیہ، سیادتِ نسبیہ سے برتر وافضل ہے۔

امام عینی

امام شہیر علامۂ کبیر شیخ الاسلام امام بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی رحمۃ اللہ علیہ شارح بخاری متوفی ۸۵۵ھ اپنی مشہور کتاب عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ!

وفیہ امر السلطان والحاکم باکرام السید من المسلمین وجواز اکرام اھل الفضل فی مجلس السلطان الاکبر والقیام فیہ لغیرہ من اصحابہ والزام الناس کافۃ

اس حدیث میں اس بات کا سبق ملتا ہے کہ سربراہِ مملکت اور حاکمِ وقت کو مسلمانوں کے سردار (عالمِ دین) کی تعظیم واحترام کا حکم دینا چاہیئے اور یہ کہ سربراہِ مملکت کی محفل میں بزرگوں (علماء دین) کے احترام میں کھڑا ہونا جائز ہے بلکہ بادشاہ کو چاہیئے کہ وہ تمام لوگوں کو حکم

للقیام الی سیدھم (الی ان قال) وقال الخطابی فی حدیث الباب جواز اطلاق السید علی الحبر الفاضل وفیہ قیام المرؤس للرئیس الفاضل و الامام العادل والمتعلم للعالم مستحب ویکرہ لمن کان بغیر ھذہ الصفات (عمدۃ القاری ج۲۲ ص۲۵۲)

دے کہ وہ اپنے علماء کیلئے کھڑے ہوں اور انکا ادب کریں اور امام خطابی فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے اور عالمِ دین کو سید کہہ سکتے ہیں۔ اور یہ کہ ماتحت لوگوں کا اپنے سردار، عالم، انصاف کرنے والے حاکم کیلئے اور طالب علم کا اپنے استاذ کیلئے کھڑا ہونا باعثِ ثواب ہے اور جس شخص میں یہ صفات نہ ہوں یعنی نہ عالم ہو، نہ عدل و انصاف کرنیوالا حاکم اور نہ استاذ اسکی تعظیم کیلئے کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

امام بدرالدین عینی کے ارشاد کا خلاصہ یہ ہے کہ سربراہ اور حاکمِ وقت کو چاہیئے کہ وہ لوگوں کو اس بات کا حکم دے کہ وہ عالمِ دین کی تعظیم کریں اور یہ کہ عالمِ دین کو سید کہہ سکتے ہیں اور یہ کہ عالمِ دین، عدل کرنے والے حاکم اور استاذ کی تعظیم کو کھڑا ہونا اجر و ثواب کی بات ہے۔ اور جس شخص میں یہ صفات نہ ہوں اس کیلئے قیام کرنا مکروہ ہے کیونکہ یہ قیام بلاسبب شرعی ہے۔ لیکن جہاں قیام کا رواج ہو وہاں

امام بیہقی

علامہ عینی نے امام المحدثین حافظ ابوبکر احمد بن حسین البیہقی رحمۃ اللہ علیہ متوفی سنہ ۴۵۸ھ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ!

القیام علی وجہ البر و الاکرام جائز کقیام الانصار لسعد وطلحۃ لکعب و لاینبغی لمن یقام لہ ان یعتقد استحقاقہ لذلک حتی ان ترک

حسن سلوک اور تعظیم کیلئے کھڑا ہونا جائز ہے جیسے انصار حضرت سعد کیلئے اور حضرت طلحہ حضرت کعب کی تعظیم کیلئے کھڑے ہوئے اور جسکی تعظیم کیلئے کھڑا ہوا جائے اسے اس بات کا گمان نہیں کرنا چاہیئے کہ وہ قیامِ تعظیمی کا مستحق ہے۔ یہاں تک کہ اگر اس

القیام لہ عتق علیہ او عاقبہ او مشکاہ۔ (عمدۃ القاری ج۲۲ ص۲۵۲)

کیلئے قیام نہ کیا جائے تو اسے قیام نہ کرنے والے سے ناراض نہیں ہونا چاہیئے۔ اور نہ ہی اسے ڈانٹنا اور نہ شکایت کرنا چاہیئے (کہ اسکی تعظیم کیوں نہیں کی گئی)۔

امام بیہقی علیہ الرحمۃ کے ارشادِ گرامی کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی بزرگ کی تعظیم کیلئے کھڑا ہونا اس سے حسنِ سلوک کا ہی ایک حصہ ہے اور یہ کہ حضرت سعد کے لیئے کھڑا ہونا انکی تکریم و تعظیم کے طور پر ہی تھا اور صحابہ کرام ایک دوسرے کی تعظیم کے لیئے کھڑے ہوتے تھے۔ چنانچہ حضرت طلحہ حضرت کعب کیلئے کھڑے ہوئے اور یہ کہ جس صاحب کی تعظیم کو کوئی کھڑا ہو اسے اپنے طور پر یہی سمجھنا چاہیئے کہ میں اس قابل نہیں کہ کوئی میرے لیئے کھڑا ہو اور اگر انکی تعظیم کیلئے کوئی کھڑا نہ ہو تو وہ اسکا برا نہ منائیں۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی

حضرت والا مرتبت امانت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الہند شیخ العرب والعجم شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ متوفی سنہ ۱۰۵۲ھ ارشاد فرماتے ہیں کہ!

وبہ ایں حدیث احتجاج کردہ اند بسیارے از علماء کرام اہلِ فضل بقیام (الی ان قال) و در مطالب المؤمنین از قنیہ نقل کردہ کہ مکروہ نیست قیام جالس از برائے کسیکہ در آمدہ است بروے بجہت تعظیم و قیام مکروہ بعینہ نیست بلکہ مکروہ محبت قیام است از کسیکہ قیام کردہ شدہ است برائے وی اگر وی محبتِ قیام ندارد قیام

اور اس حدیث سے اکثر علماء نے دلیل لی ہے کہ قیامِ تعظیمی جائز ہے (یہاں تک فرمایا کہ) اور مطالب المؤمنین میں قنیہ سے نقل کیا ہے کہ آنیوالے شخص کی تعظیم کیلئے بیٹھے ہوئے شخص کا کھڑا ہونا مکروہ نہیں اور قیام مکروہ لعینہ نہیں مکروہ محبت قیام ہے اس شخص کی طرف سے جس کیلئے قیام کیا جائے یعنی کسی کا اس بات کو پسند کرنا کہ لوگ اس کیلئے کھڑے ہوں البتہ اگر وہ قیام کو پسند نہیں کرتا اس کیلئے قیام کرنا مکروہ نہیں ہے۔

برائے وی مکروہ نبود قاضی عیاض مالکی گفتہ کہ قیام منہی عنہ در حق کسے است کہ نشستہ باشد وایستادہ باشد پیش وی مردم تا نشستن وی چنانکہ درحدیث بیاید و در قیامِ تعظیم برائے اہلِ دنیا بجہتِ دنیائے ایشاں وعید شدید وارد شدہ مکروہ است درغایتِ کراہت ۔(اشعۃ اللمعات ج۴ ص۲۸۰)

اور امام قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قیام اس شخص کے حق میں ممنوع ہے کہ وہ بیٹھا ہو اور لوگ اس وقت تک کھڑے رہیں جب تک کہ وہ بیٹھا رہے ۔چنانچہ حدیث میں آتا ہے اور دنیا داروں کی محض انکی دنیاداری کیوجہ سے تعظیم کیلئے کھڑے ہونے کی سخت وعید (ممالغت) آئی ہے اور یہ انتہائی مکروہ ہے ۔ (اشعۃ اللمعات ج۴ ص۲۸۰)

امام المحدثین حضرت شاہ عبدالحق محدثِ دہلوی علیہ الرحمۃ کے ارشادِ گرامی سے درج ذیل مسائل معلوم ہوتے ۔ایک یہ کہ اس حدیث سے قیامِ تعظیمی کا ثبوت ملتا ہے اور یہ کہ قیامِ تعظیمی کا جواز اکثر علماء کا مذہب ہے اور یہ کہ بیٹھے ہوئے شخص کا آنیوالے لائقِ احترام شخص کی تعظیم کیلئے کھڑا ہونا مکروہ نہیں اور یہ کہ کسی شخص کا خود اپنے طور پر اس بات کی خواہش کرنا کہ لوگ اسکی تعظیم کو کھڑے ہوں مکروہ و ناپسندیدہ بات ہے ۔اور یہ کہ جس شخص میں اس قسم کی خواہش نہ ہو اسکی تعظیم کو کھڑا ہونا مکروہ نہیں اور یہ کہ یہ بات اسلامی نقطۂ نظر سے غلط اور ناجائز ہے کہ ایک شخص بیٹھا ہو اور لوگ اسکی تعظیم کیلئے اس وقت تک کھڑے رہیں جب تک کہ وہ بیٹھا رہے اور یہ کہ دنیاداروں کی تعظیم کو محض انکی دنیاداری کی وجہ سے کھڑا ہونا مکروہ و سخت ناپسند ہے یعنی اگر ایک آدمی دنیادار بھی ہے لیکن اس پر دین کا اثر غالب ہے وہ اپنی دولت دین پر خرچ کرتا ہے تو اسکی اس خوبی کی بناء پر اسکی تعظیم کو کھڑا ہونا جائز ہے اور اگر وہ اپنی دنیا سے دین کو فائدہ نہیں پہنچاتا اور زکوٰۃ وصدقات تک ادا نہیں کرتا تو وہ محض دنیادار اور ناپسندیدہ پروردگار ہے اسکی تعظیم کو کھڑا ہونا اللہ تعالیٰ کو نہایت ہی ناپسند ہے ۔

علامہ شیخ منصور علی ناصف

علامہ امام شیخ منصور علی ناصف علیہ الرحمۃ نے اپنی مشہور کتاب ”التاج

الجامع للاصول فی احادیث الرسول“ میں حضرت سعد والی مذکورہ حدیث نقل کرتے ہوئے اسکا جو عنوان لکھتے ہیں اس سے بھی اس موقف کی تائید ہوتی ہے جسے جمہور علماء نے اختیار فرمایا ہے ۔ وہ لکھتے ہیں ”منہا القیام لاھل الفضل“ ، یعنی بزرگوں کیلئے کھڑا ہونا انواعِ تحیہ میں سے ایک نوع ہے پھر اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے موصوف ”غایۃ المامول“ میں فرماتے ہیں ۔

منہا القیام لقدوم اھل الفضل من علم او صلاح او شرف او جاہ لانہ یزید فی کمالھم ویحمل الناس علی الاتصاف بوصفھم وموجب للألفۃ بینھم ۔ (غایۃ المامول ج۵ ص۲۵۳)

انواعِ قیام میں سے ایک نوع جائز ہے آنے والے بزرگ ، عالم یا نیک آدمی یا شرف والے یا صاحبِ جاہ و منصب کیلئے کھڑا ہونا ہے کیونکہ قیام ان کی خوبیوں کو بڑھاتا ہے اور دوسرے لوگوں کو اس بات پر آمادہ کرتا ہے کہ وہ بھی اپنے اندر ایسی خوبیاں پیدا کریں اور اس سے آپس میں محبت والفت بھی پیدا ہوتی ہے ۔

علامہ منصور ناصف علیہ الرحمۃ کے اس ارشاد سے درجِ ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں ایک یہ کہ عالم دین ، متقی و صالح اور صاحب جاہ و شرف کیلئے قیام تعظیم کرنا جائز ہے ۔ اور یہ کہ اس قیام سے ان بزرگوں کی خوبیوں کا اعتراف و اظہار ہے جن کیلئے قیام کیا جاتا ہے اور یہ کہ دوسرے لوگوں میں شوق پیدا ہوگا کہ وہ بھی اپنے اندر ایسی خوبیاں پیدا کریں جن کی بناء پر وہ قیامِ تعظیم کے مستحق ٹھہریں ۔ اور یہ کہ اس سے باہمی محبت والفت بھی پیدا ہوتی ہے ۔

امام المحدثین علی قاری رحمۃ اللہ علیہ

امام المحدثین حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ متوفی سنہ ۱۰۱۴ھ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں :۔

فی الحدیث اکرام اھل الفضل من علم او صلاح او شرف بالقیام لھم اذا اقبلوا ھکذا احتج بالحدیث

اس حدیث میں بزرگوں اور نیکوں کی تعظیم کیلئے کھڑے ہونے کا ثبوت ہے جب وہ آئیں ۔ جمہور علماء نے اسی طرح اس حدیث سے قیام

جماہیر العلماء۔ تعظیمی کے ثبوت پر استدلال کیا ہے۔ (مرقات شرح مشکوۃ ج۹ ص۱۸۱)

اس حدیث کی روشنی میں جن اکابر علماء نے قیامِ تعظیم کو ثابت کیا ہے وہ جمہور ہیں یعنی قیامِ تعظیم کے قائل اکثر علماء ہیں۔ اکثر اور جمہور کے مقابلہ میں قلیل اور تھوڑے ہیں۔

امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ

امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ متوفی ۸۵۲ھ فتح الباری شرح بخاری میں حدیث سعد کے تحت لکھتے ہیں کہ!

القیام للغائب اذا قدم مشروع۔

یعنی غائب جب آئے تو اس کیلئے کھڑا ہونا جائز ہے۔

(فتح الباری ج۱۱ ص۴۳)

اس میں بھی اس بات کا ثبوت کافی ہے کہ آنے والے شخص کیلئے کھڑا ہونا جائز ہے اور یہ کہ جواز استحباب (مستحب ہونے) کے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ جواز و استحباب جمع ہو سکتے ہیں کہ ہر مستحب جائز ہی ہوتا ہے۔ اور یہ کہ امرِ جائز بہ نیّتِ عبادت مستحب ہو جاتا ہے۔

امام ابن الملک رحمۃ اللہ علیہ

اسی حدیثِ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی شرح کرتے ہوئے امام علامہ ابن الملک رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۹۷ھ مبارق الانوار میں لکھتے ہیں کہ!

ان التعظیم بالقیام جائز لمن یستحق الاکرام کالعلماء والصلحاء (مبارق الانوار ج۲ ص۲۸۸)

علماء اور صلحاء (نیک لوگوں) کی جو تعظیم کے مستحق ہیں تعظیم کیلئے کھڑا ہونا جائز ہے۔

مطلب یہ ہے کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ علماء دین اور نیک لوگ جو تعظیم و تکریم کے مستحق ہیں کی تعظیم و تکریم کیلئے کھڑا ہونا جائز ہے اس سے یہ بھی واضح ہوا جو مستحقِ تعظیم نہ ہو یعنی عالم بھی نہ ہو اور صالح و شریعت کا پابند بھی نہ ہو تو اسکی تعظیم کیلئے کھڑا ہونا جائز نہیں لیکن اگر کھڑا نہ ہونیکی صورت

میں مخالفت یا عداوت و بغض کا اندیشہ ہو تو کھڑا ہونا چاہئے کہ فتنہ پیدا نہ ہو۔

قیام تعظیم کی دوسری حدیث!

قیامِ تعظیم کے جواز کیلئے ہم دوسری حدیث بھی ہدیۂ قارئین کر رہے ہیں۔ امام نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۰۷ھ "مجمع الزوائد" میں امام بزار علیہ الرحمۃ کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ!

عن محمد بن ہلال عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا خرج قمنا له حتی یدخل بیته۔ (مجمع الزوائد ج۸ ص۴۰)

محمد بن ہلال اپنے باپ ہلال سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب باہر نکلتے ہم آپ کیلئے کھڑے ہو جاتے یہاں تک کہ آپ اپنے گھر میں داخل ہو جاتے۔

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ صحابۂ کرام مسجد میں بیٹھے ہوتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام کیلئے گھر سے باہر تشریف لاتے تو صحابۂ کرام کھڑے ہو جاتے اور اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنا کام کر کے واپس تشریف نہ لے جاتے۔ اس سے ثابت ہوا کہ قیامِ تعظیم جائز ہے۔ امام نور الدین رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو امام بزار کے حوالہ سے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں "رجال البزار ثقات" یعنی امام بزار کی حدیثوں کے راوی ثقہ ہے لہٰذا اس حدیث کے صحیح ہونے میں بھی کوئی شک نہیں۔

قیامِ تعظیم کی تیسری حدیث

قیامِ تعظیم کی تیسری حدیث ملاحظہ فرمایئے۔ امام بخاری اپنی مشہور کتاب الادب المفرد میں "باب قیام الرجل لاخیہ" کے عنوان سے قیامِ تعظیم سے متعلق متعدد حدیثیں لاتے ہو ان حدیثوں میں سے ایک حدیث حضرت سعد بن معاذ بھی ہے۔

اعتراض وجواب

قیامِ تعظیم کے خلاف اعتراض کیا جاتا ہے کہ صحابۂ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کھڑے نہیں ہوتے تھے چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا

قال لم یکن شخص احب الیھم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکانوا اذا رأوہ لم یقوموا لما یعلمون من کراھیتہ لذلک ۔

(ترمذی ج۲ ص۱۰۲) و (مشکوٰۃ ص۴۰۳)

صحابۂ کرام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی ہستی محبوب نہ تھی اور وہ جب حضور کو دیکھتے تو کھڑے نہیں ہوتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ حضور اس کو پسند نہیں فرماتے ۔

اس سے معلوم ہوا کہ کسی کیلئے تعظیمی طور پر کھڑا ہونا جائز نہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے جائز نہیں تو کسی اور کیلئے کیسے جائز ہوگا ۔ اسکا جواب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام کو اپنے لئے کھڑا ہونے سے منع فرمادیا تھا ۔ اس لئے صحابہ رضائے حضور کو ترجیح دیتے ہوئے کھڑے نہ ہوتے تھے ۔ یہ مطلب نہیں کہ آپ کیلئے کھڑا ہونا ہی جائز نہ تھا ۔ چنانچہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی اسکی شرح میں لکھتے ہیں کہ !

و طیبی گفتہ کہ ایں کراہت از جہتِ کمال محبت ورسوخ مودت وصفائی باطن وتالیف قلوب بود کہ موجب دفع تکلف و وحشت و وجود اتحاد ویگانگی است پس حاصل آں آمد کہ قیام و ترکِ قیام بحسب ازمان و احوال و اشخاص مختلف گردد و ازیں جااست کہ گاہے کردہ اند و گاہے نہ و بایں وجہ حاصل شود

اور امام طیبی نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے لئے صحابہ کے کھڑے ہونے کو پسند نہ فرمانا صحابۂ کرام کی محبت ومودت کے کمال وپختگی اور باطن کی صفائی اور دلجوئی کی وجہ سے تھا جو تکلف وگھبراہٹ کے دور کرنے اور باہم اتحاد ویگانگت کی موجب ہے ۔ پس اسکا حاصل یہ ہوا کہ قیام اور ترکِ قیام کا حکم اوقات واحوال اور اشخاص کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ کبھی قیام کرتے اور کبھی نہ کرتے اور اس طریقہ سے احادیث کے درمیان

تطبیق و توفیق میانِ احادیث و قول "ولم یکن شخص احب" مشعر است بآنکہ محبت مستلزم تعظیم و ہیبت و جلال است باوجود آں چوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکروہ مے داشت آں را بر نمے خاستند بہ جہتِ طلبِ رضا و اطاعت و ازیں جا معلوم مے گردد کہ "الاطاعۃ فوق الادب" و بروشے کہ طیبی رفتہ ہمیں محبت و کمال آں باعثِ بر عدم قیام آمد گویا "کانوا اذا رأوہ لم یقوموا" بیان ثمرہ ونتیجۂ کلامِ سابق است فافہم (اشعۃ اللمعات ج۴ ص۲۹)

مطابقت حاصل ہوتی ہے اور حضرت انس کا قول "حضور سے بڑھ کر صحابہ کو کوئی ہستی محبوب نہ تھی" اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ محبت تعظیم وہیبت وجلال کو لازم ہے اسکے باوجود جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو پسند نہ فرماتے کہ صحابہ آپ کیلئے کھڑے ہوں تو آپکی رضی مبارک کی طلب اور آپکی اطاعت کی وجہ سے وہ کھڑے نہ ہوتے اور یہاں سے معلوم ہوا ہے کہ فرمانبرداری کا درجہ ادب سے اوپر ہے اور امام طیبی کی تحقیق یہی ہے کہ یہی محبت وکمال محبت کھڑے نہ ہونیکا سبب تھا گویا حضرت انس کا قول "جب صحابہ حضور کو دیکھتے کھڑے نہ ہوتے" کلامِ سابق کہ "حضور سے بڑھ کر ان کو کسی سے محبت نہ تھی" کا ثمرہ ونتیجہ ہے ۔ خوب سمجھ لو ۔

امام طیبی وشاہ عبدالحق محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق سے ثابت ہوا کہ صحابۂ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وعظمت ویکجائی کی وجہ سے ان کی تکلیف کا احساس فرماتے ہوئے انہیں کھڑا ہونے سے منع فرماتے اور یہ کہ کبھی کھڑے بھی ہوتے تھے ۔ جیساکہ امام بزار کے حوالہ سے حدیث گزری ہے ۔ اور یہ کہ بعض اوقات صحابہ کا کھڑا نہ ہونا اس لیئے نہ تھا کہ قیامِ تعظیم فی نفسہ مکروہ ہے ۔ بلکہ اس لئے تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اپنے لیئے ایسا کرنے سے منع فرماتے تھے ۔ اور یہ کہ اطاعتِ حکم ادب سے مقدم ہے ۔ اور سلطان المحدثین امام علی قاری علیہ الرحمۃ نے بھی یہی فرمایا کہ اسمیں اس قیام کی ممانعت ہے جو تکلف کی صورت میں ہو یعنی دور سے دیکھ کر کھڑے ہوجانا

یا کوئی صاحب بیٹھے ہوں اور لوگ انکی تعظیم کیلئے کھڑے رہیں جیسا کہ ہم نے پہلے عرض کیا کہ تکلف پر مبنی قیام ممنوع ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ”انا واتقیاء امتی برآء من التکلف“ کہ میں اور میری امت کے پرہیزگار لوگ تکلف سے بری ہیں (مرقات شرح مشکوٰۃ ج۹ ص۵۱۲)

اعتراض دوم وجواب

قیامِ تعظیمی کے خلاف درج ذیل حدیث سے بھی استدلال کیا جاتا ہے کہ حضرت معاویہ فرماتے ہیں کہ!

عن معاویۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من سرہ ان یتمثل لہ الرجال قیاما فلیتبوا مقعدہ من النار۔ (ترمذی ج۲ ص۱۰۲ و ابوداؤد ج۲ ص۳۵۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسے یہ بات اچھی لگے کہ لوگ اسکی تعظیم میں کھڑے رہیں وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔

ابوداؤد میں ”من احب“ کا لفظ ہے یعنی جسے یہ بات پسند ہو اور یَتَمَثَّل کی بجائے یَمْثُل کا لفظ ہے۔

کونسا قیام جائز اور کونسا ناجائز

اس حدیث کی شرح میں شیخ محقق نے لکھا ہے کہ جس سے بھی واضح ہو جاتا ہے کہ کونسا قیام جائز اور کونسا ناجائز ہے اسی کی روشنی میں حدیث کا مفہوم بھی متعین ہو جاتا ہے کہ!

و ازیں جا معلوم مے شود کہ مکروہ و منہی منہ دوست داشتن بہ ایستادن مردم است بخدمت بطریق تعظیم و تکبر و آں چہ بریں وجہ نبود مکروہ نباشد۔ (اشعۃ اللمعات ج۴ ص۲۹)

یہاں سے معلوم ہوا ہے کہ ممنوع و ناجائز یہ بات ہے کہ کوئی شخص از راہِ تکبر یہ خواہش کرے کہ لوگ اسکی خدمت میں تعظیم کیلئے اور اسکی بڑائی کیلئے کھڑے رہیں اور جو قیام اس طور پر نہ ہو وہ مکروہ و ممنوع نہیں۔

الحمد للہ حضرت شاہ صاحب کی تشریح سے ثابت ہوا کہ قیام تعظیم ممنوع نہیں بلکہ از راہِ تکبر اسکی دل میں خواہش کرنا کہ لوگ اس کیلئے قیام کریں ممنوع ہے۔

نیز اس حدیث کو امام، محدث، مفسر، فقیہہ محی السنہ ابو محمد حسین بن مسعود الفراء البغوی علیہ الرحمۃ متوفی ۵۱۶ھ اپنی سند کے ساتھ ”شرح السنہ“ میں روایت کرتے ہیں۔ اسمیں ہے کہ!

انّ معاویۃ خرج وعبداللہ بن عامر وعبداللہ بن زبیر جالسان فقام ابن عامر وقعد ابن الزبیر فقال معاویۃ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال من سرہ ان یتمثل لہ عباد اللہ قیاما فلیتبوأ بیتا فی النار۔

حضرت معاویہؓ باہر نکلے حضرت عبداللہ بن عامر اور عبداللہ بن زبیر بیٹھے ہوئے تھے تو ابنِ عامر کھڑے ہو گئے اور ابنِ زبیر بیٹھے رہے اس پر حضرت معاویہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! جسکو یہ پسند ہو کہ اللہ کے بندے اسکی تعظیم میں کھڑے ہوں وہ اپنا گھر دوزخ میں بنائے۔

اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ

وھذا فیمن سلک فیہ طریق التکبر فاما القیام علی وجہ الاحترام فغیر مکروہ! فقد قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم لبنی قریظہ حین اقبل سعد ”قوموا الی سیدکم“ (شرح السنہ ج۱۲ ص۲۹۵)

یہ اس شخص کے بارے میں ہے جو تکبر کے طور پر قیام کو پسند کرے ہاں اگر کسی کا قیام اسکے محترم ہونیکی وجہ سے ہو تو مکروہ نہیں بلاشبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد کے لیئے کھڑے ہونیکا حکم فرمایا۔

اعتراض سوم وجواب

قیامِ تعظیمی کے خلاف درج ذیل حدیث سے بھی استدلال کیا جاتا ہے۔

عن ابی امامۃ قال خرج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم متکئا علی عصا فقمنا لہ فقال

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصا مبارک کا سہارا لگائے باہر تشریف لائے تو ہم آپ

لا تقوموا کما یقوم الاعاجم یعظم بعضھم بعضا۔
(ابوداؤد ج۲ ص۳۵۲)

کیلئے کھڑے ہوگئے آپ نے فرمایا کہ ایسے کھڑے نہ ہو جیسے عجمی کھڑے ہوتے ہیں وہ ایک دوسرے کی بڑائی کا اظہار کرتے ہیں۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کسی کی تعظیم کیلئے کھڑا ہونا جائز نہیں اسکا ایک جواب یہ ہے کہ "ابوالعدبس راوی مجہول ہے"۔ اس حدیث کی سند میں ایک راوی ابوالعدبس بھی ہے اور وہ مجہول ہے ملاحظہ ہو (تقریب التہذیب ص۔۔ و میزان الاعتدال ج۳ ص۵۵ و تہذیب التہذیب ج۱ ص۵۰۹ و ج۱۲ ص۱۶۶) تو جہالتِ راوی کی وجہ سے یہ حدیث ضعیف ٹھہری لہٰذا اس سے قیام کی ممانعت ثابت نہ ہوگی نیز اس حدیث کو امام ابنِ ماجہ نے بھی اپنی سند سے روایت کیا ہے لیکن اسکی سند میں بھی ابوغالب ایک راوی ہے اور وہ ضعیف ہے۔ امام ناصف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ "وحدیث ابن ماجہ فیہ ابو غالب قال بعضھم انہ منکر وقال النسائی ضعیف فالحدیث وان صرح بالنھی عن القیام ولکنہ لا یحتج بہ" (غایۃ المامول شرح التاج ص۲۵۴ ج۵) ترجمہ: اور ابنِ ماجہ کی روایت میں ابوغالب ہے بعض محدثین کہتے ہیں کہ وہ منکر ہے اور نسائی نے کہا کہ وہ ضعیف ہے اس روایت میں اگرچہ قیام کی واضح ممانعت ہے لیکن یہ ضعیف ہونیکی وجہ سے اس قابل نہیں کہ اس کو حجت قرار دیا جائے۔

اور اس کے باوجود دوسرا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں عام قیامِ تعظیمی کی بجائے ایک خاص طرح کے قیام کی ممانعت ہے چنانچہ شاہ عبدالحق محدثِ دہلوی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں "تشبیہ در اصل ایستادن باشد یا درکیفیتِ خاص چوں عظیمے از عظمائے ایشاں در آمد بمجرد دیدن وے بر خیزند و اضطراب کنند و پیش آیند و برائے تعظیم وی برپا ایستادہ باشند چنانکہ تلمیح بآں کردہ بقولِ خود "یعظم بعضھم

کہ یہ تشبیہ اصل قیام میں ہے یا ایک خاص کیفیت میں جیسے انکے بڑوں میں سے کوئی بڑا آتا تو وہ اسے دیکھتے ہی کھڑے ہوجاتے اور اسکی تعظیم کیلئے پاؤں پر تا دیر کھڑے رہتے۔ جبکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کریمہ "یعظم بعضھم بعضا" اسی کی طرف مشیر ہے

بعضا"۔ تعظیم مے کنند بعضے از ایشاں کہ اصاغر اند بعضے دیگر را کہ عظمائے واکابر اند بریں توجیہہ اصل قیام ممنوع نباشد
(اشعۃ اللمعات ج۳ ص۲۹)

کہ تمہارے چھوٹے تمہارے بڑوں کی تعظیم کرتے ہیں اس توجیہہ کی صورت میں دراصل قیامِ تعظیم کی ممانعت نہ ہوگی (بلکہ تکلف کی ممانعت ہوگی)

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اس تحقیق نے مسئلہ کی حقیقت کو واضح کر دیا کہ جس قیام کی ممانعت آئی ہے یہ وہ قیام ہے جسمیں تکلف ہو کہ ایک صاحب اور اس کے آنے پر اسے دور سے دیکھتے ہی کھڑے ہوجائیں یہ منع ہے یا جب وہ آجائے تو اسکے آنے کے بعد اس کے بار بار کھڑے ہونے پر کھڑے ہوجانا یا وہ بیٹھ جائے جب بھی کھڑے رہنا۔

قیام کی چار قسمیں

علماء نے قیام کی مندرجہ ذیل چار قسمیں لکھی ہیں۔

نمبر۱ قیامِ ممنوع! امام بدرالدین عینی عمدۃ القاری شرح بخاری و امام ابنِ حجر عسقلانی فتح الباری شرح بخاری میں قیام کی مندرجہ ذیل چار قسمیں لکھی ہیں۔ "ایک قیامِ ممنوع" اور یہ اس صورت میں ہے کہ کوئی شخص قیام کرنے والوں پر اپنی بڑائی اور بزرگی کے اظہار کی خواہش کرے اور اسکی اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے لوگ کھڑے ہوں۔

نمبر۲ قیامِ مکروہ! اور یہ اس صورت میں ہے کہ کسی کی یہ خواہش تو نہ ہو لیکن اس بات کا اندیشہ ہو کہ اس کیلئے قیام کرنے سے اس کے دل میں تکبر وغرور پیدا ہوجائے گا

نمبر۳ قیامِ جائز! اور یہ اس صورت میں ہے کہ ایسے شخص کیلئے قیام کیا جائے جو اپنے لئے قیام تعظیمی کی خواہش نہیں رکھتا اور قیام سے اسکے دل میں

غرور و تکبر کے پیدا ہونیکا بھی اندیشہ نہ ہو اور اس کیلئے قیام کرنے کا مقصد اس سے حسنِ سلوک اور احترام سے پیش آنے کا مظاہرہ ہو۔

نمبر ۴ قیامِ مستحب! اور یہ اس صورت میں ہے کہ ایک شخص سفر کر کے آئے تو اس کے آنے پر خوشی کا اظہار کرنے یا اس پر اللہ تعالےٰ کی کوئی خاص عنایت ہوئی ہو تو اسے مبارکباد دینے یا خدانخواستہ اسے کوئی مصیبت و تکلیف پہنچی ہو تو اسکے افسوس کے اظہار کی غرض سے اس کیلئے قیام کرنا مستحب ہے۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری ج۲۲ ص۲۵۲ و فتح الباری ج۱۱ ص۴۳)

قیامِ تعظیم کا پانچواں قسم راقم ان چار اقسام کے ساتھ قیامِ تعظیم کی ایک پانچویں قسم کا ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتا ہے اور یہ وہ قیام ہے جو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری یعنی ذکرِ ولادتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کیا جاتا ہے اس قیام کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت پیدا ہوتے ہیں کیونکہ آپ کی پیدائش تو ایک ہی بار ہوئی لیکن ظہورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور سے اور آپکی دنیا میں جلوہ گری کی عظمت کے پیشِ نظر کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھا جاتا ہے قیامِ تعظیم کے سلسلے میں فقہاء کے حوالہ جات کے بعد اسکے جواز پر ہم آگے چل کر حوالے پیش کریں گے۔

غیر اللہ کیلئے تواضع کا مسئلہ

اعتراض و جواب یہاں یہ اعتراض بھی کیا جاتا ہے کہ حدیث شریف میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "التواضع لغیر اللہ حرام" یعنی غیر اللہ کیلئے تواضع کرنا حرام ہے۔ قیام کرنا بھی تواضع ہے اور غیر اللہ کیلئے تواضع حرام ہے لہٰذا غیر اللہ کیلئے قیام بھی حرام ہوگا؟

اسکا جواب یہ ہے کہ تواضع کے معنیٰ جھکنے کے ہیں اور غیر اللہ سے مراد دنیا ہے لہٰذا حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ دنیا کیلئے تواضع کرنا حرام ہے چنانچہ علامہ امام ابنِ عابدین شامی علیہ الرحمۃ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں!

قوله التواضع لغير الله حرام اى اذلال النفس لنيل الدنيا و الا فخفض الجناح لمن دونه مامور به سيد الانام عليه الصلوة والسلام يدل عليه ما رواه البيهقى عن ابن مسعود رضى الله عنه من خضع لغنى و وضع له نفسه اعظاما له وطمعا فيما عنده ذهب ثلثا مروته وشطر دينه.

غیر اللہ کیلئے تواضع حرام ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کے حصول کیلئے اپنے آپ کو ذلیل کرنا حرام ہے۔ ورنہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو ساری مخلوق کے سردار ہیں انکو بھی اپنے سے کم درجہ کے مسلمانوں سے تواضع و رحم دلی سے پیش آنے کا خدا تعالیٰ کی طرف سے حکم دیا گیا ہے۔ اس مفہوم کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جیسے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابنِ مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص کسی دنیادار کے آگے جھکا اور اسکی بڑائی کے اظہار اور اس سے مالی مفاد کے حصول کی امید پر اپنے آپ کو اس کے آگے حقیر و ذلیل کیا اسکے اخلاق و دین کا ایک تیسرا حصہ ضائع ہو گیا۔

علامہ امام ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ متوفی ۱۲۵۲ھ کی کتاب فتاویٰ میں مذکورہ بالا حدیث سے درج ذیل مسائل معلوم ہوئے ۔ ایک یہ کہ غیر اللہ کیلئے تواضع کے حرام ہونیکا تعلق قیام تعظیم سے نہیں۔ دوسرا یہ کہ غیر اللہ کیلئے تواضع کا مطلب اپنے آپکو دنیا داروں کے آگے دنیا کیلئے ذلیل کرنا ہے ۔ تیسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور دینی، ایمانی وعملی خوبی کی بنا پر کسی سے تواضع سے پیش آنا منع ہی نہیں بلکہ مستحب ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآنِ حکیم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرکے ارشاد فرماتا ہے ،، واخفض جناحك للمؤمنين ،، (سورہ حجر آیت ۸۸) کہ (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اپنا بازو ایمان والوں کیلئے جھکائیے یعنی انہیں اپنی آغوشِ رحمت میں لے لیں ۔ اس آیت کی تفسیر میں جو آئمہ تفاسیر فرماتے ہیں ۔ ملاحظہ ہو امام رازی م ۶۰۶ھ لکھتے ہیں کہ !

وخفض الجناح كناية عن اللين والرفق والتواضع امره بالتواضع لفقراء المسلمين . (تفسیر کبیر ج ۱۹ ص ۲۱۱)

بازو جھکانے سے مراد نرمی اور تواضع ہے اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تنگدست مسلمانوں کیلئے تواضع کا حکم دیا ہے ۔

اسمیں واضح ہو رہا ہے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا حکم دیا جا رہا ہے کہ آپ تنگدست مسلمانوں پر خاص لطف وکرم فرماتے ہوئے ان سے تواضع اور نرمی سے پیش آئیں ۔

اور امام ابوالسعود رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۵۱ھ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ !

(واخفض جناحك) اى لتواضع لهم وارفق بهم - (تفسیر ابی السعود ج ۵ ص ۸۹)

مسلمانوں کیلئے اپنے بازو جھکانے سے مراد ان کیلئے تواضع کرنا اور نرمی فرمانا ہے -

اسمیں بھی تواضع کے الفاظ موجود ہیں اور تفسیر قرطبی میں ہے ،، وتواضع لهم ،، کہ ان سے تواضع سے پیش آئیں (ملاحظہ ہو تفسیر قرطبی ج ۱۰ ص ۵۷)

امام حصکفی

امام علامہ علاؤالدین حصکفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۸۸ھ در مختار میں فرماتے ہیں کہ !

ولا بأس بتقبيل يد الرجل العالم والمتورع على سبيل التبرك والسلطان العادل وقيل سنة ولا رخصة فيه اى فى تقبيل اليد لغيرهما طلب من عالم او زاهد ان يدفع اليه قدمه ويمكنه من قدمه ليقبله اجابه (الى ان قال) يكره تقبيل المرءة فم اخرى او خدها عند اللقاء او الوداع وما يفعله الجهال من تقبيل يد نفسه اذا لقى غيره فهو مكروه فلا رخصة فيه (الى ان قال) وكذا ما يفعلونه من تقبيل الارض بين يدى العلماء والعظماء فحرام والفاعل والراضى به آثمان لانه يشبه عبادة الوثن وهل يكفر ان على وجه العبادة والتعظيم كفر وان على وجه التحية لا وصار آثما مرتكبا للكبيرة وفى الملتقط التواضع لغير الله حرام و فى الوهبانيه يجوز بل يندب القيام تعظيما للقادم كما يجوز القيام ولو للقارى بين يدى العالم (الدر المختار ص ۶۹۹ طبع دہلی)

اور عالمِ دین اور پرہیزگار شخص کے ہاتھ کو تبرک کے طور پر (حصولِ برکت کیلئے) اور بادشاہِ عادل کے ہاتھ کو چومنا جائز ہے اور کہا گیا ہے کہ سنت ہے اور ان کے علاوہ کسی کے ہاتھ چومنے کی اجازت نہیں ۔ کسی نے عالمِ دین یا کسی نیک شخص سے یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ اسے اپنے پاؤں چومنے دے تو اسکو ایسا کرنے کی اجازت دینا چاہئیے اور ملاقات یا رخصت کے وقت ایک عورت کا دوسری کے منہ کو چومنا مکروہ ہے ۔ اور جو جاہل کرتے ہیں کہ کسی سے مصافحہ کرکے خود اپنا ہی ہاتھ چوم لیتے ہیں ۔ یہ مکروہ ہے اس کی اجازت نہیں ۔ اسی طرح علماء یا بڑے لوگوں کے آگے زمین کو چومنا حرام ہے ایسا کرنیوالا اور اس پر راضی ہونیوالا دونوں گنہگار ہیں کیونکہ یہ فعل بت پرستی سے مشابہت رکھتا ہے اگر عبادت کی نیت سے کیا تو کافر ہو جائیگا اور اگر تعظیم کیلئے کیا تو گنہگار و کبیرہ گناہ کا مرتکب ٹھہرا اور ملتقط میں ہے کہ غیر اللہ کیلئے جھکنا حرام ہے اور وہبانیہ میں ہے کہ آنے والے شخص کی تعظیم کیلئے کھڑا ہونا جائز ہے جیسا کہ قرآن کی تلاوت کرنے والے کیلئے جائز ہے کہ وہ ایک عالم دین کی تعظیم کیلئے کھڑا ہو ۔

امام حصکفی علیہ الرحمۃ کے اس ارشاد گرامی سے درج ذیل مسائل معلوم ہوئے

ایک یہ کہ عالمِ دین اور پرہیز گار انسان کے ہاتھ چومنے سے برکت حاصل ہوتی ہے لہٰذا یہ جائز ہے بلکہ یہ سنت سے ثابت ہے کہ صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ چومتے تھے کیونکہ ہر مسلمان برکت کا محتاج ہے اور یہ کہ بادشاہِ عادل کے ہاتھ چومنا بھی جائز ہے - اور یہ کہ کسی اور کے ہاتھ چومنا جائز نہیں (ماں باپ کا مسئلہ آگے آئیگا) اور یہ کہ علماء و صالحین سے دست بوسی کی اجازت طلب کرنا اور ان کا اس کی اجازت دینا جائز بلکہ ایک قول میں سنت ہے ۔ جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے کہ صحابۂ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں چومتے تھے ۔ جیسا کہ صحیح ابی داؤد کتاب الادب میں ہے !

حضرت زراع بن عامر عبدی کہتے ہیں کہ جب ہم مدینہ منورہ آئے تو ہم بڑی جلدی کے ساتھ اپنی سواریوں سے اترے " فنقبل ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و رجلہ " تو ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے ہاتھ اور پاؤں مبارک کو چوما ۔ (ج ۲ ص ۳۵۳) اس کے حاشیہ میں ہے مروی ہے کہ وفد القیس مدینہ منورہ پہنچا تو وفد کے لوگ حضور کی خدمت میں حاضری کے شوق میں اپنی سواریوں سے جلدی کے ساتھ اترنے لگے اور اس جلدی کی وجہ سے اپنی سواریوں سے گر پڑے اور یہ منظر خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ملاحظہ فرما رہے تھے ۔ اور ان کے وفد کے لیڈر منذر بن عائذ الاشج تھے (جو عمر میں سب سے کم مگر عقل و علم میں سب سے فائق تھے) وہ اپنی سواری سے بڑے آرام سے اترے اور پہلے اپنے ایک مکان میں گئے اور وہاں جا کر غسل کیا اور (سفری لباس اتار کر) سفید و ستھرا لباس پہنا پھر مسجد نبوی میں داخل ہوئے اور اسمیں دو رکعت نماز پڑھی پھر دعا مانگی .

فقصد الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم خاضعا خاشعا بتأن و وقار فلما رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھذا الادب اثنی علیہ وقال ان فیک خلتین یحبھما اللہ و

پھر سر کو جھکائے، دل کی رقت، بردباری اور سنجیدگی و متانت کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا یہ عمل دیکھا تو اسکی تعریف کی اور فرمایا کہ تم میں دو صفتیں ایسی ہیں جو اللہ اور

رسولہ الحلم والاناءۃ ۔ (التعلیق المحمود ج ۲ ص ۳۵۳)

اس کے رسول کو پسند ہیں یعنی عقل و بردباری (متانت و سنجیدگی)

اس حدیث میں خاضعًا اور خاشعًا کے الفاظ بھی ملحوظِ خاطر رہیں جس کے معنی دل کی رقت کے ساتھ سر کو جھکا کر حاضر ہونے کے ہیں معلوم ہوا کہ اللہ کے محبوب و مقبول بندوں کے حضور حاضری اور حاضر باشی میں تواضع و انکساری و ادب و احترام متانت و سنجیدگی ہی مطلوب شریعت اور قابلِ تعریف عمل ہے - اور یہ کہ بزرگوں سے ملاقات کے وقت سر جھکانا (بشرطیکہ رکوع کی حد تک نہ ہو جیسا کہ کتبِ فقہ میں ہے) اسی طرح انکی تشریف آوری کے وقت قیامِ تعظیم اور دست و پا بوسی بھی جائز ہے اسے شرک یا بدعت کہنا غلط ہے - اور یہ کہ بوقتِ ملاقات یا وداع مرد و عورت کا ایک دوسرے کے منہ کو چومنا مکروہ ہے البتہ ماں باپ اولاد کا منہ چوم سکتے ہیں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ اور حضرت ابو بکر صدیق حضرت عائشہ کا بوسہ لیتے تھے -

امام حصکفی کی عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ غیر اللہ کو سجدہ کرنا حرام ہے پھر اگر عبادت کی نیت سے ہو تو کفر ورنہ گناہِ کبیرہ ہے اور یہ کہ غیر اللہ کیلئے تواضع (جھکنا) حرام ہے -

غیر اللہ کیلئے جھکنا !

ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ رکوع کی حد تک جھکنا حرام ہے - کیونکہ رکوع عبادتِ اصلیہ ہے لہٰذا کسی کیلئے رکوع کی حد تک جھکنا اسکی عبادت کے مشابہ ہوگا اور عبادت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی جائز نہیں - لیکن قیام عبادتِ اصلیہ نہیں بلکہ سجود کی طرف جانیکا ذریعہ ہے اور رکوع میں تواضع ہے اور سجدہ میں انتہائی تواضع ہے ۔ رکوع قیام اور سجدہ کے درمیان ربط کا کام دیتا ہے اس لیئے اسے دونوں جہتوں سے مناسبت ہے یعنی نصف مناسبت قیام سے اور نصف مناسبت سجود سے ہے - اسمیں سر کا جھکنا، سجدہ سے مناسبت اور ٹانگوں کا کھڑا ہونا قیام سے مناسبت ہے لہٰذا اس میں دونوں جہتوں کی رعایت کی گئی ہے سجدہ کے ساتھ مناسبت کی

بناء پر یہ ممنوع ٹھہرا اور قیام کی وجہ سے اسکو شرک و کفر نہیں کہا گیا جبکہ سجدہ انتہائی تواضع ہونیکی وجہ سے کفر و شرک قرار پایا چنانچہ امام احمد بن شلبی شلبی متوفی سنہ ۱۰۲۱ھ اپنی کتاب تجرید الفوائد الرقائق شرح کنز الدقائق میں لکھتے ہیں کہ :

ان السجود اصل فی الصلوٰۃ والقیام وسیلۃ لاجل الخرور للسجود حتی قالوا اذا عجز عن السجود یسقط القیام فیقعد ویؤمی للرکوع والسجود اذا السجود غایۃ اظہار الخضوع للہ تعالیٰ بوضع الجبھۃ علی الارض ولہذا لو سجد علی الارض لغیر اللہ تعالیٰ یکفر ولو قام او رکع لا یکفر ۔

(ہامش الزیلعی ج ۱ صہ ۱۰۳)

بلاشبہ سجدہ نماز میں بنیاد ہے اور قیام اسکی طرف جانیکا ایک ذریعہ ہے یہاں تک کہ فقہاء فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص سجدہ سے معذور ہو تو اس سے قیام ساقط ہو جائیگا پھر وہ بیٹھ کر رکوع و سجود اشارہ سے ادا کرے گا سجدہ اس لئے بنیاد ہے کہ یہ زمین پر پیشانی کو ڈال کر اللہ کیلئے انتہائی تواضع کا اظہار ہے اور اسی لئے اگر کسی نے غیر اللہ کیلئے زمین پر سجدہ کیا تو کافر ہو جائیگا اور قیام یا رکوع کیا تو کافر نہ ہوگا ۔

معلوم ہوا کہ غیر اللہ کیلئے سجدہ بہ نیتِ عبادت شرک و کفر ہے اور بلا نیت عبادت بت پرستی کے مشابہ ہونیکی وجہ سے حرام ہے اور رکوع بھی منع ہے اور اسکی حد تک جھکنا بھی ناجائز ۔

امام حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ !

امام حافظ ابن کثیر دنیائے علم و عرفان کے ایک درخشاں آفتاب ہیں ۔ مفسرِ قرآن بھی ہیں اور محدث و مؤرخ بھی اور ایک بلند پایہ مفکر و محقق بھی ۔ آپکا نام اسمٰعیل بن الخطیب ، کنیت ابو الفداء اور لقب عماد الدین ہے ۔ تفسیر ابن کثیر آپکی مشہور تفسیر ہے اور تاریخ میں البدایہ والنہایہ اپنی مثال آپ ہے ۔ آپ شافعی المذہب فقیہہ ہیں ۔ آپ کی وفات ۷۷۴ھ میں ہوئی ۔ آپ مسئلۂ قیامِ تعظیم کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

"" آنیوالے شخص کیلئے تعظیماً کھڑا ہونے میں فقہاء کا اختلاف ہے ۔ بعض فقہاء حدیث "" قوموا الیٰ سیدکم "" سے استدلال کرتے ہوئے اسے جائز قرار دیتے ہیں اور بعض "" من احب ان یتمثل الخ "" والی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے قیامِ تعظیم کو ممنوع ٹھہراتے ہیں ۔ اور بعض فقہاء اسکی تفصیل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ سفر سے واپس آنیوالے کی اور حاکم وقت کی اس کے علاقۂ حکومت کے اندر تعظیم و تکریم کرنا اور اس کیلئے کھڑا ہونا جائز ہے جیساکہ حدیث "" قوموا الیٰ سیدکم "" سے ثابت ہوتا ہے ۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۴ صہ ۳۲۵)

امام صابونی

مکہ مکرمہ کے عظیم عالم دین اور مفتی اعظم امام محمد علی صابونی جو کلیہ شریعۃ مکہ مکرمہ کے پروفیسر ہیں اپنی مشہور تفسیر روائع البیان میں لکھتے ہیں کہ !

جمہور العلماء علی جواز القیام للقادم الا اذا کان فاسقا او عاصیا او مرتکبا الکبیرۃ او مشہورا بالکبر وحب الظہور ۔

(روائع البیان ج ۲ صہ ۵۲۶)

جمہور علماء آنے والے کیلئے کھڑا ہونا جائز سمجھتے ہیں لیکن اس وقت نہیں ، جب وہ فاسق معلن یعنی شریعت کے کسی فرض یا واجب کا تارک یا حرام یا کبیرہ گناہ کا مرتکب یا غرور و تکبر میں شہرت رکھتا یا خود پسند ہو ۔

امام صابونی کے ارشادات سے ایک تو یہ واضح ہو گیا کہ قیام تعظیم جمہور کے نزدیک جائز ہے ۔ جو منع کرتے ہیں وہ تھوڑی تعداد میں ہیں ۔ اور یہ کہ فاسق (عملی یا اعتقادی) تعظیم کا مستحق نہیں اور جو شریعت پر عمل نہ کرتا ہو یا متکبر و مغرور اور خود پسند شخص ہو ایسے شخص کیلئے کھڑا نہیں ہونا چاہیئے ۔ ہاں اگر یہ اندیشہ ہو کہ اگر قیام نہ کریں گے تو وہ شخص دل میں بغض و عناد رکھ لیگا تو ایسی صورت میں قیام کرنا چاہیئے تاکہ اسکے بغض و عناد سے اپنے آپکو اور اسکو بھی محفوظ رکھا جا سکے ۔ اس سلسلے میں علامہ طحاوی علیہ الرحمۃ کا ایک طویل ارشاد ہم نقل کرتے ہیں جو در مختار کی گزشتہ عبارت سے متعلق ہے اس میں کئی ایک اور بھی مفید چیزیں ہیں ۔

تواضع لغیر اللہ !

تواضع لغیر اللہ اللہ کے علاوہ کسی اور کیلئے تواضع کرنے کی بحث جو در مختار میں گزری ہے اس پر بھی امام طحاوی نے بہت اچھی بات لکھی ہے ۔ فرماتے ہیں کہ

المراد التواضع لتحصیل اعراض الدنیا او شھوۃ حرام کتواضع المحب لمحبوبہ فاما تواضعہ لفقیہ وکبیر فی السن و لمعلم فیرجع الی اللہ تعالی (الی ان قال) قوم یقرؤن القرآن او واحد فدخل علیہ واحد من الاشراف قالوا ان دخل علیہ عالم او استاذہ جاز ان یقوم لاجلہ

غیر اللہ کیلئے جو تواضع حرام ہے اس سے وہ تواضع مراد ہے جو دنیا کے حاصل کرنے کی غرض کیلئے ہو یا ناجائز خواہش کیلئے ہو جیسے نامناسب غرض سے محبت کرنیوالا اپنی پسندیدہ شخصیت کیلئے تواضع کرے ۔ لیکن کسی فقیہ شخص یا عمر رسیدہ بزرگ یا اہلِ علم کیلئے تواضع کرنا اللہ ہی کیلئے تواضع ہے ۔ کچھ لوگ یا کوئی ایک شخص قرآن کی تلاوت کر رہا ہے تو اس کے پاس کوئی بڑے درجہ والا شخص آگیا فقہاء نے کہا اگر اس کے پاس عالم دین یا اسکا استاذ آئے تو اسکی تعظیم کو کھڑا

و فیما سوی ذلک لا یجوز (الی ان قال) قیام القاری جائز اذا جاء اعلم منہ او استاذہ الذی علمہ القرآن او العلم او ابوہ او امہ و لا یجوز القیام لغیرھم (الی ان قال) اقول و فی عصرنا ینبغی ان یستحب ذلک ای القیام لما یورث ترکہ من الحقد و العداوۃ لاسیما اذا کان ذلک فی مکان اعتید فیہ القیام ۔

(الطحطاوی علی الدر المختار ج ۴ ص ۱۹۲)

ہونا جائز ہے اور ان کے علاوہ کسی اور کیلئے جائز نہیں ، قراءتِ قرآن میں مصروف شخص کے پاس کوئی ایسا شخص آگیا جو علم میں اس سے بڑھ کر ہے یا اس کا استاذ ہے جس نے اسے قرآن کی تعلیم دی یا دین کی تعلیم دی یا اسکا باپ ہے یا اسکی ماں تو ان سب کیلئے اس کو کھڑا ہونا جائز ہے ۔ اور ان کے علاوہ کسی اور کیلئے جائز نہیں ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ ہمارے زمانہ میں علی العموم قیام نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہونا چاہیئے کیونکہ ترکِ قیام سے دل میں بغض و عداوت پیدا ہوتی ہے خصوصاً ایسی جگہ جہاں ایکدوسرے کیلئے کھڑا ہونا لوگوں کا معمول ہو ۔

اس عبارت سے درج ذیل مسائل واضح ہو گئے ایک یہ کہ غیر اللہ کیلئے تواضع کے حرام ہونے کا مطلب یہ ہے کہ دنیاوی اغراض کیلئے تواضع کی جائے ۔ دوسرا یہ کہ اللہ کے مقبول بندوں یا غرباء و مساکین اور فقراء کی دلجوئی کیلئے کھڑا ہونا جائز ہے تیسرا یہ کہ (صحیح العقیدہ) عالم دین ہو یا استاذ کیلئے قیام کرنا جائز ہے ۔ چوتھا یہ کہ قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے بھی عالمِ دین ، استاذ جس نے دین کی تعلیم دی ، ماں باپ یا اپنے سے بڑے عالم کیلئے قیام کرنا جائز ہے (اسی طرح فتاوی عالمگیری ج ۵ ص ۳۱۶ طبع مصر میں فتاوی قاضی خاں کے حوالہ سے لکھا ہے) اور پانچواں یہ کہ بعض اوقات ایک جائز چیز ماحول کے تقاضے اور مصالح کی بناء پر مستحب بلکہ واجب بھی ہو جاتی ہے ۔ لیکن اس میں علماء دین و مفتیان شرع متین کا ہی فیصلہ

حجت ہوگا کسی اور کا نہیں۔

ایک شبہ کا ازالہ!

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قیام نماز کے ارکان میں سے ایک رکن ہے اور نماز عبادت ہے۔ اور غیر اللہ کی عبادت حرام ہے اس لیئے غیر اللہ کیلئے قیام کرنا حرام ہے۔ کیونکہ کسی کیلئے قیام کرنا ایسے ہے جیسے اسکی عبادت کرنا، یعنی یہ عبادت کے مشابہ ہوگا۔ اس لیئے غیر اللہ کیلئے قیام نہیں کرنا چاہیئے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ قیام فی نفسہٖ عبادت نہیں ہے بلکہ فی نفسہٖ رکوع اور سجدہ عبادت ہیں کیونکہ عبادت کے معنی غایۃ تذلل اور انتہائی تواضع کے ہیں، قیام انتہائی تواضع نہیں ہے۔ بلکہ یہ انتہائی تواضع کا ذریعہ ہے جیسا کہ ہم پہلے متعدد کتب کے حوالوں سے عرض کر چکے ہیں۔ قیام کو فی ذاتہٖ عبادت تصور کرنا انتہائی جہالت ہے۔ کسی کی تعظیم کیلئے کھڑا ہونا اور ہے اور نماز میں کھڑا ہونا اور چیز ہے۔ نماز کا قیام تو سجود کی طرف جانیکا ذریعہ ہونیکی وجہ سے عبادت قرار پاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو شخص معذور ہونیکی وجہ سے سجود پر قادر نہیں اس کیلئے قیام بھی نہیں وہ بیٹھ کر اشارے سے رکوع اور سجدہ کریگا۔ جیسا کہ ہم کتب کے حوالے سے پہلے عرض کر چکے ہیں۔ اور یہ بھی ضروری نہیں کہ جو فعل نماز میں عبادت ہو وہ نماز سے باہر بھی عبادت ہو۔ جیسے نماز میں رو بہ قبلہ ہونا عبادت ہے لیکن اگر کوئی شخص نماز سے باہر ہے اور قبلہ کی طرف منہ کیئے کوئی اپنا دنیاوی کام کر رہا ہے تو اسکے رو بہ قبلہ ہونیکو عبادت نہیں کہیں گے۔ اسی طرح تشہد میں دو زانو ہو کر بیٹھنا عبادت میں شامل ہے۔ لیکن نماز کے علاوہ دو زانو ہو کر بیٹھنا ناجائز نہیں ہے۔ غرضیکہ نماز بہت سے ارکان پر مشتمل ہے جیسے قراءۃ قرآن اور قعود اور تشہد اور بہ مطابق مذہب امام شافعی درود شریف بھی نماز کا رکن ہے۔ تو کوئی عقلمند نہیں کہہ سکتا کہ کسی عالم دین کے آگے دو زانو ہو کر بیٹھنا حرام ہے۔ حالانکہ یہ نماز کا رکن ہے۔ لیکن نماز سے باہر کسی عالم دین یا کسی ذی احترام کی خدمت میں دو

زانو بیٹھنا بھی جائز ہے۔ حدیثِ جبریل علیہ السلام جو کہ بخاری اور مسلم کی متفق علیہ ہے میں حضرت جبریل علیہ السلام کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو زانو ہو کر بیٹھنا ثابت ہے۔ اسی طرح تلاوت قرآن نماز کا رکن ہے لیکن نماز سے باہر کسی کے آگے تلاوت قرآن کرنا بھی جائز ہے اسی طرح درود بھی۔ ان چیزوں کو رکوع و سجود پر قیاس کر کے حرام ٹھہرانا قیاس مع الفارق ہے۔ اور قیاس مع الفارق قیاس باطل ہے لہٰذا قیام کو رکوع و سجود پر قیاس کرنا بھی باطل و غلط ہے کیونکہ رکوع و سجود تو غیر اللہ کیلئے جائز نہیں۔ اور اسکا ناجائز ہونا نص سے ثابت ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ اگر میں کسی کو کسی کیلئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ لیکن قیام و قعود کی ممانعت کی کوئی دلیل نہیں۔ چنانچہ ہم امام نووی کے حوالے سے عرض کر چکے ہیں۔ اور امام محمد علی صابونی نے بھی روائع البیان میں اسی طرح لکھا ہے۔

امام شلبی و امام ابوالسعود!

امام احمد بن محمد شلبی متوفی سنہ ۱۰۲۱ھ حاشیہ تبیین الحقائق میں اور امام ابوالسعود رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ ملا مسکین علی الکنز المعروف بنام فتح المعین میں لکھتے ہیں ایک عورت کا بہ وقتِ ملاقات یا الوداع دوسری (نامحرم) عورت کے منہ یا رخسار کا بوسہ لینا یونہی بلا وجہِ شرعی مکروہ ہے۔ لیکن اسکی نیکی اور تقویٰ کی بنا پر جائز ہے۔ اور قرآن کریم کو چومنا بھی جائز ہے اور تلاوت کرنے والے کا تلاوت کو موقوف کر کے اپنے یا بڑے عالم یا استاذ یا شیخ یا ماں باپ کیلئے کھڑا ہونا جائز ہے۔ اور مسجد میں (ورد و وظیفہ) اور تلاوت کرتے والے کا بھی ان کیلئے قیام تعظیم کرنا جائز ہے اور امام طحاوی کی کتاب مشکل الآثار سے منقول ہے کہ غیر کیلئے کھڑا ہونا مکروہ نہیں ہے مکروہ تو محبت و خواہش قیام ہے۔

(فتح المعین ج ۳ ص ۴۰۳ و حاشیہ شلبی ج ۶ ص ۲۵ و ایضاً مجمع الانہر و ملتقی الابحر ج ۲ ص ۵۴۲)

حدیثِ لاتعظمونی کی حیثیت!

اگر یہاں سوال کیا جائے کہ ایک حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا " لا تعظمونی فی بیت ربی "، کہ میرے خدا کے گھر (مسجد) میں میری تعظیم نہ کیا کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسجد میں کسی کی تعظیم کیلئے کھڑا نہیں ہونا چاہئے چنانچہ تبیین الحقائق میں ہے کہ بعض بزرگان اس حدیث کے پیشِ نظر اپنے عقیدت مندوں کو ہدایت فرماتے تھے کہ وہ انکی تعظیم کیلئے مسجد میں کھڑے نہ ہوا کریں۔ اسکا جواب یہ ہے کہ ہمارے علم کے مطابق یہ حدیث کسی معتبر سند سے مروی نہیں ہے اس لئے ان حدیثوں کے مقابلہ میں جو گذر چکی ہیں اور آگے مذکور ہیں اس حدیث کی کوئی حیثیت نہیں۔ نیز اگر اس حدیث کی سند کے اعتبار سے کوئی اہمیت ہوتی تو فقہاء کرام مسجد میں قیام تعظیم کی اجازت نہ دیتے جبکہ گزشتہ حوالوں سے ثابت ہے کہ قیام تعظیم علی العموم جائز ہے خواہ مسجد سے باہر ہو یا مسجد کے اندر۔ رہا ان بزرگوں کا منع فرمانا تو وہ ایسے ہی ہے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تواضع کے طور پر اپنے لئے قیام تعظیم سے منع فرماتے لیکن اسکے باوجود صحابہ کرام ترکِ قیام کے ساتھ کبھی کبھی قیام بھی کرتے تھے۔

امام طحاوی!

امام طحاوی علیہ الرحمۃ کون نہیں جانتا۔ آپ کتاب و سنت کے حافظ اور جلیل القدر مجتہد اور حنفی المذہب ہیں۔ آپکا اسمِ گرامی احمد بن محمد بن سلامہ مصری ہے اور کنیت ابو جعفر ہے۔ اور عرف امام طحاوی ہے آپکی ولادت ۲۲۹ھ کو ہوئی اور وفات ۳۲۱ھ کو۔ آپنے اپنے ماموں امام مزنی شافعی سے علم فقہ حاصل کیا پھر مذہب شافعی ترک کر کے حنفی ہو گئے اور بہت سے ائمہ حدیث سے علم حدیث حاصل کیا حدیث میں آپکی مشہور کتاب " شرح معانی الآثار " ہے آپنے قرآن کریم کی تفسیر بھی لکھی جو چوبیس جلدوں سے زیادہ ہے۔ تیسری کتاب " مشکل الآثار " ہے جسمیں احادیث کے مشکلات کو بحسن و خوبی حل کر کے طالبانِ علمِ حدیث پر

عظیم احسان فرمایا اور یہ آپکی آخری تصنیف ہے۔ امام ابنِ عبد البر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ!

وکان عالماً بجمیع مذاهب الفقهاء (الجواهر المضیۃ ج ۱ ص ۱۰۴/۱۰۵)

امام طحاوی فقہاء کرام کے تمام مذاہب کے عالم تھے۔

قیام تعظیم کی پانچویں حدیث!

امام طحاوی علیہ الرحمۃ اپنی دو مختلف سندوں کے ساتھ حضرت ابوہریرۃ سے روایت کرتے ہیں کہ!

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اراد ان يدخل بيته قمنا. (مشکل الآثار ج ۲ ص ۳۸)

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے تشریف لے (جانے کیلئے کھڑے ہوتے) تو ہم کھڑے ہو جاتے۔

اس سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کیلئے صحابہ کرام کھڑے ہوا کرتے تھے۔

چھٹی حدیث!

یہی امام موصوف ایک اور سند کے ساتھ ایک اور حدیث حضرت ابوہریرۃ سے روایت کرتے ہیں کہ!

قال كنا نقعد مع رسول الله صلى الله عليه وسلم بالغدوات فاذا قام الى بيته لم نزل قياما حتى يدخل بيته. (مشکل الآثار ج ۲ ص ۳۸)

ہم صبح کے اوقات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بیٹھا کرتے پھر جب آپ گھر تشریف لے جاتے تو ہم کھڑے ہو جاتے اور اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک آپ اپنے گھر میں داخل نہ ہو جاتے۔

اس حدیث سے نہ صرف صحابہ کرام کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کیلئے کھڑا ہونا ثابت ہوتا ہے بلکہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ اس حد تک حضور صلی

اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے کہ جب تک آپ گھر میں داخل ہوکر انکی آنکھوں سے اوجھل نہ ہوجاتے اس وقت تک صحابۂ کرام آپ کی تعظیم کیلئے کھڑے ہی رہتے۔ اور ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کی نشست و برخاست کیلئے کوئی الگ اور مخصوص جگہ نہیں ہوا کرتی تھی بلکہ آپکی مجالس و محافل مسجد ہی میں ہوتی تھیں۔ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے صحابہ جو قیام تعظیم کرتے وہ مسجد میں ہی کرتے اس سے ثابت ہوا کہ حدیثِ مذکور جس میں مذکور ہے کہ آپنے مسجد میں اپنے لئے اٹھنے کو منع فرمایا معتبر سند نہیں رکھتی اور امام طحاوی مشکل الآثار میں لکھتے ہیں کہ جن حدیثوں میں مخالفتِ قیام ہے وہ اس صورت میں ہے کہ جس کیلئے قیام کیا جائے وہ خود اسکی خواہش رکھتا ہو اور آپ کا اپنے لیئے قیام کو پسند نہ فرمانا محض تواضع کے طور پر تھا چنانچہ لکھتے ہیں

وقد یکون کراھیتہ لذلک منھم علی وجہ التواضع منہ صلی اللہ علیہ وسلم لذلک لا لانہ حرام علیھم ان یفعلوا ذلک لہ وکیف یظن انہ حرام علیھم وقد امرھم بالقیام الی سعد بن معاذ وقام بحضورہ طلحۃ بن عبید اللہ الی کعب بن مالک عند نزول توبتہ مھنیا لہ بذلک فلم ینھہ عنہ۔
(مشکل الآثار ج ۲ ص ۴۰)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے لئے قیام کو پسند نہ فرمانا بطور تواضع تھا۔ اس لئے نہیں کہ صحابہ کیلئے حضور کی تعظیم کو کھڑا ہونا حرام تھا اور اس کا گمان کیسے کیا جا سکتا ہے کہ آپنے صحابہ کو سعد بن معاذ کیلئے قیام کرنے کا حکم دیا اور آپکی موجودگی میں طلحہ بن عبید اللہ حضرت کعب بن مالک کی توبہ کے وقت انکو ہدیۂ تبریک پیش کرنے کیلئے کھڑے ہوئے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو اس سے منع نہیں فرمایا تھا۔

الحمد للہ امام طحاوی جیسی عظیم الشان ہستی کی تحقیق سے حقیقتِ مسئلہ بالکل کھل کر سامنے آگئی کہ قیامِ تعظیم جائز ہے بلکہ مستحب ہے۔

امام جلال الدین الخوارزمی !

شارح ہدایہ امام جلال الدین بن شمس الدین الخوارزمی جو ایک عظیم عالم دین اور عارف و کامل فی العلوم والعرفان اور مثالی شخصیت تھے۔ آپ کی وفات سنہ ۷۶۷ھ کو ہوئی (فوائد بہیہ ص ۵۸) آپ اپنی مشہور کتاب "الکفایہ شرح الہدایہ" میں لکھتے ہیں۔

دست بوسی !

عن سفیان انہ قال تقبیل ید العالم سنۃ و تقبیل ید غیرہ لا یرخص فیہ (الی ان قال) واما القیام لتعظیم الغیر الخ
(الکفایہ شرح ہدایہ ج ۴ ص ۹۳)

حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (حصول برکت کیلئے) عالم دین کا ہاتھ چومنا سنت ہے۔ اور کسی کا ہاتھ چومنا جائز نہیں۔ اور کسی کی تعظیم کیلئے کھڑا ہونا (اسکی بحث وہی ہے جو گذر چکی ہے)

اور امام موصلی جن کا تعارف عنقریب آرہا ہے الاختیار میں لکھتے ہیں کہ

لا بأس بتقبیل ید العالم والسلطان العادل لان الصحابۃ رضی اللہ عنھم کانوا یقبلون اطراف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (الاختیار ج ۴ ص ۲۳۱)

عالم دین اور بادشاہِ عادل کے ہاتھ کو بوسہ دینا جائز ہے کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں چومتے تھے۔

امام زیلعی !

امام زیلعی علیہ الرحمۃ تبیین الحقائق میں اس پر مزید لکھتے ہیں کہ !

وقال السفیان الثوری تقبیل ید العالم او ید السلطان العادل سنۃ فقام عبد اللہ بن المبارک فقبل رأسہ۔
(تبیین الحقائق ج ۶ ص ۲۵)

حضرت سفیان ثوری نے فرمایا کہ عالم دین یا (پابند شریعت) عادل بادشاہ کا ہاتھ چومنا سنت ہے تو حضرت امام عبد اللہ بن مبارک کھڑے ہوگئے اور حضرت سفیان کے سر کا بوسہ لیا۔

اسکی شرح میں امام شلبی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ !

قلت كذلك في الوالدين والشيخ الذي يأخذ منه - (حاشیہ شلبی علی الزیلعی ج ۶ ص ۲۵)

میں کہتا ہوں کہ اسی طرح ماں باپ اور اس استاذ کے جس سے دین سیکھتا ہے ہاتھ چومنا سنت ہے -

اور ہاتھ چومنا مصافحہ کے ساتھ ہی ہے لہٰذا مصافحہ بھی سنت ہے اور ضمنی طور پر مصافحہ کے بارے میں کچھ عرض کرنا بھی مناسب ہوگا .

دو ہاتھوں سے مصافحہ سنت ہے!

مصافحہ اگرچہ ایک ہاتھ سے جائز ہے تاہم دونوں ہاتھوں سے سنت ہے - درمختار میں ہے "السنة في المصافحة بكلتا يديه" . یعنی مصافحہ میں سنت دونوں ہاتھوں کا ملانا ہے - علامہ شامی فرماتے ہیں کہ مصافحہ میں ایک دوسرے کے انگوٹھوں کو پکڑیں حدیث میں ہے کہ یہاں ایک رگ ہے جس کے ساتھ مس کرنے سے باہمی محبت بڑھتی ہے - (فتاویٰ شامی ج ۶ ص ۳۸۶) مصافحہ و معانقہ دونوں جائز ہیں . حضور صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ سے معانقہ فرماتے تھے چنانچہ حضرت جعفر بن ابی طالب جب حبشہ سے واپس آئے تو آپ ان سے گلے ملے - اور انکی دونوں آنکھوں کے درمیان پیشانی کا بوسہ لیا اور بعض روایات میں جو گلے ملنے کی ممانعت ہے وہ اس صورت میں ہے کہ گلے ملنے والوں کے درمیان کوئی کپڑا حائل نہ ہو - نیز مصافحہ کے بارے میں امام ابوعبداللہ الموصلی اپنی کتاب الاختیار میں لکھتے ہیں (اس سے قبل ان کا تعارف ملاحظہ فرمائیں :)

امام عبداللہ بن محمود بن مودود بن محمود ، کنیت ابوالفضل ، ولادت موصل میں ۵۹۹ھ کو ہوئی . امام موصلی کا حافظہ اس حد تک قوی تھا کہ ایک بار کتبِ فقہ کا مطالعہ فرمایا تو وہ آپکو حفظ ہوگئیں - اسکے بعد جب فتویٰ لکھتے تو ان کتب کو دیکھے بغیر انکی عبارتیں زبانی لکھتے چلے جاتے . انکو دوبارہ دیکھنے کی کبھی بھی حاجت نہ پڑی - آپ ان فقہاءِ مجتہدین میں سے ہیں جنہیں اصحابِ ترجیح کہا جاتا ہے - آپکی فقہ کی مشہور کتاب "المختار" ہے . پھر اسکی شرح بھی آپ نے خود ہی لکھی ہے اس کا نام "الاختیار" ہے -

آپ کی وفات بغداد میں ۶۸۳ھ میں ہوئی -

اپنی اسی کتاب میں فرماتے ہیں "بوڑھی عورت سے مصافحہ کرنا جائز ہے . حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بوڑھی عورتوں سے مصافحہ کرتے تھے - اور عبداللہ بن زبیر نے ایک بوڑھی عورت کو اجرت پر رکھا ہوا تھا جو بیماری کے دنوں میں آپکی خدمت کرتی اور آپکو دباتی اور جوئیں دیکھتی تھی" . اور شیخ الاسلام حضرت ابوبکر بن علی بن محمد الیمنی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۰۰ھ اپنی مشہور کتاب "الجوہرۃ النیرہ" میں اسی طرح لکھتے ہیں - بعد ایک بات یہ بھی لکھتے ہیں کہ ایک عورت نے حضرت امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ کی طرف مصافحہ کرنے کیلئے ہاتھ بڑھایا آپنے فرمایا کہ اپنے چہرے سے کپڑا ہٹا ، اس نے کپڑا ہٹایا تو وہ بوڑھی تھی پس آپ نے اس سے مصافحہ فرمایا - (الاختیار ج ۴ ص ۲۲ و الجوہرۃ النیرۃ ج ۲ ص ۳۸۵)

امام شمس الدین محمد الخراسانی القہستانی!

امام شمس الدین محمد الخراسانی القہستانی متوفی ۹۶۲ھ اپنے مشہور فتاویٰ جامع الرموز میں جس کو فتاویٰ قہستانیہ بھی کہتے ، لکھتے ہیں کہ!

لو قبل وجه فقيه او عالم او زاهد اعزاز الدين فلا بأس به كما لو قبل يد سلطان عادل لعدله ويد غيرهم لاسلامه واكرامه (الى ان قال) الخ (ج ۲ ص ۳۱۴)

اگر کسی نے (از راہِ عقیدت اور دین کی اعزاز کیلئے) عالم دین کا یا زاہد کا چہرہ چوما تو اسمیں کوئی حرج کی بات نہیں - جیسا کہ بادشاہ و عادل (شریعت کے پابند) کا اسکے عدل کی وجہ سے اور کسی مسلمان صالح کا اسکی نیکی کی وجہ سے -

قیامِ ذکرِ میلاد شریف!

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ میلاد شریف کے موقع پر جو کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھا جاتا ہے یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جیسے بریلی یا انڈیا یا پاکستان کے کسی شہر کے علماء نے رواج دیا ہو بلکہ یہ وہ عمل ہے جو علماءِ عرب سے ہی شروع ہوا۔ چنانچہ امام عبدالرحمٰن صفوری علیہ الرحمۃ جنکی وفات ۸۹۴ھ میں ہوئی اور وہ فقہاءِ شافعیہ میں سے ہیں۔ اپنی مشہور کتاب "نزہۃ المجالس و منتخب النفائس" میں لکھتے ہیں۔

(مسئلہ) القیام عند ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم لا انکار فیہ فانہ من البدع المستحسنۃ وقد افتی جماعۃ باستحبابہ عند ذکر ولادتہ وقال جماعۃ بوجوب الصلوٰۃ عند ذکرہ وذلک من الاکرام والتعظیم لہ صلی اللہ علیہ وسلم واکرامہ وتعظیمہ واجب علی کل مؤمن ولا شک ان القیام لہ عند الولادۃ من باب التعظیم والاکرام قال مؤلفہ والذی ارسلہ رحمۃ للعلمین لو استطعت القیام علی رأسی لفعلت ابتغی بذلک الزلفی عند اللہ عز وجل۔

(نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۱۰۱)

(مسئلہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ ولادت کے وقت کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنا۔ اس میں شک نہیں کہ یہ بدعت مستحسنہ ہے اور علماء کی ایک جماعت نے ذکرِ ولادت کے وقت (صلوٰۃ وسلام کیلئے) کھڑے ہونے کے مستحب ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ اور ایک جماعت علماء نے حضور کے ذکر کے وقت درود کے واجب ہونیکا قول کیا ہے اور یہ حضور کی تعظیم وتکریم ہے اور حضور کی تعظیم وتکریم ہر مؤمن پر فرض ہے۔ اور اسمیں شک نہیں کہ آپکی ولادتِ شریفہ کے ذکر کے وقت کھڑا ہونا آپکی تعظیم و تکریم کے باب سے ہے۔ اس کتاب کے مؤلف کہتے ہیں (رحمہ اللہ) اس ذات کی قسم جس نے حضور کو سارے جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا۔ اگر مجھ میں سر کے بل کھڑے ہونیکی ہمت ہوتی تو میں اس سے اللہ کے قرب و رضا جوئی کرتے ہوتے یہ بھی کرتا۔

امام صفوری کے بیان شریف سے واضح گیا کہ حضور کے ذکرِ ولادت شریف کے وقت کھڑا ہونا اور آپ پر کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنا نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے اور اس میں شک نہیں کہ صلوٰۃ وسلام ذکرِ الٰہی ہے بلکہ وظیفۂ الٰہیہ ہے۔ اور ذکرِ الٰہی کھڑے ہو کر کرنا بھی قرآن سے ثابت ہے۔ اس کا فرمان ہے "الذین یذکرون اللہ قیاما" (آل عمران) کہ وہ لوگ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے ہو کر۔ پھر قرآن کریم میں جو درود وسلام بھیجنے کا حکم ہے اسمیں بیٹھ کر پڑھنے کا حکم نہیں بلکہ درود وسلام پڑھنے کا حکم عام ہے جو کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر اور لیٹ کر پڑھنے کو شامل ہے۔

امام برہان الدین حلبی شافعی علیہ الرحمۃ اپنی مشہور کتاب "انسان العیون" معروف بنام سیرتِ حلبیہ میں لکھتے ہیں بہ خوف طوالت ترجمہ پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

"اور فوائد میں سے یہ بات ہے کہ بہت سے لوگوں کی یہ عادت ہوگئی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ کا تذکرہ سنتے ہیں تو آپ کی تعظیم کیلئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور یہ کھڑا ہونا بدعت ہے جسکی کوئی اصل نہیں ہے یعنی بدعتِ حسنہ ہے کیونکہ ہر بدعت بری نہیں۔ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نماز تراویح کیلئے لوگوں کے اکٹھے ہونے کیلئے فرمایا کہ یہ اچھی بدعت ہے۔ اور امام عزبن عبدالسلام نے فرمایا کہ بدعت کو پانچ احکام عارض ہوتے ہیں (یعنی بدعت کی پانچ قسمیں ہیں) اور ہر ایک مثالوں میں اسقدر ذکر کیا کہ اس کا بیان طویل ہو جائیگا۔ اور یہ قیام کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی "نئی نئی باتوں سے بچو کہ یہ بدعت گمراہی ہے" اور جس نے ہمارے امر میں یعنی شریعت میں وہ نئی بات نکالی جو اس سے نہیں ہے تو وہ اس پر رد کی جائیگی" کے منافی نہیں کیونکہ یہ ایک ایسا عام ہے جس سے ایک خاص قسم (بدعتِ سیئہ) مراد ہے۔ بے شک ہمارے امام شافعی قدس سرہ نے فرمایا "جو نئی چیز نکالی گئی اور وہ کتاب یا سنت یا اجماع یا کسی اثر کے خلاف ہو وہ بدعتِ ضلالت ہے۔ اور جو بات پیدا کی گئی اور وہ اس (کتاب وسنت واجماع واثر) کے خلاف نہ ہو وہ اچھی

بدعت ہے "۔ اور بلا شبہ قیامِ میلاد (اور کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنا) حضور کے ذکر شریف کے وقت امت کے عالم دین اور پرہیزگاری کے اعتبار سے اماموں کے پیشوا امام تقی الدین سبکی علیہ الرحمۃ سے یہ عمل پایا گیا اور آپ کے زمانہ کے مشائخِ اسلام نے اسپر آپکی پیروی کی ۔ (ملخصاً)
(سیرتِ حلبیہ ج۱ ص ۱۳۶/۱۳۷) ۔

اسی طرح علماء دیوبند کے پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے "فیصلہ ہفت مسئلہ" میں ہے کہ آپنے فرمایا کہ قیام میلاد شریف (کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنا جائز ہے)۔ پھر فرمایا کہ میں خود یہ عمل کرتا اور اسمیں لذت پاتا ہوں۔ پھر فرمایا کہ اس کے جواز کیلئے اسقدر کافی ہے کہ علماء حرمین شریفین قیام کرتے ہیں۔ لہٰذا اس سے منع نہیں کرنا چاہیئے ۔

الغرض! قیامِ میلاد شریف وقیامِ صلوٰۃ وسلام بھی بلا شبہ مستحب ہے اور اسکے مستحب ہوتے میں کوئی شک نہیں ۔ فقط واللہ اعلم

دعاگو!
الشاہ مفتی غلام سرور قادری
۲۶/۶/۸۷

خوشخبری

بانی و سرپرستِ اعلیٰ مرکزی ادارہ مصباح القرآن کا "ترجمہ و تفسیر مصباح القرآن" زیرِ ترتیب ہے، انشاءاللہ عنقریب منظرِ عام پر آجائے گی۔

(ناظمِ نشر و اشاعت ادارہ ہٰذا)

بانیِ ادارہ مصباح القرآن، شاہ مفتی غلام سرور قادری کی دیگر تصانیف

قرآن کیسے جمع ہوا	مطبوع
افضلیت صدیق اکبر رضی	〃
حضرت معاویہ رض پر اعتراضات اور جوابات	〃
ندا، یا محمد و یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مسئلہ	〃
معاشیاتِ نظامِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم	〃
الصرح النامی اردو ترجمہ و تعلیقات شرح جامی	〃
تحفۂ مومن (موت کے بعد کے حالات)	〃
صلوٰۃ و سلام قبل اذان	〃
قاضی اور سربراہِ مملکت	〃
خلاصۂ احکامِ قرآن (انگریزی میں)	زیرِ طبع
منتخب احادیث اور انکی تشریحات (انگریزی میں)	〃
عقائدِ اہلسنّت (انگریزی میں)	زیرِ طبع
عقائدِ اہلسنّت (اردو میں)	〃
ضروری مسائل (انگریزی میں)	زیرِ طبع
معجزاتِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم	مطبوع
قیامِ تعظیم	مطبوع
عیدِ اسلام	مطبوع